ہوئی بزم کونین پُر نور ساری
جو روشن ہوا آفتابِ نبوت

آفتاب نبوت دہلی

بابت ۱۵ رمئی ۱۹۴۷ء
سالانہ چندہ چار روپے

آفتابِ نبوّت

شاعرِ انقلاب علامہ انور صابری

سن اے مومنِ فیضیابِ نبوّت — کتابِ خدا ہے کتابِ نبوّت

شبابِ کلامِ خدا ہے سراسر — مقدس مطہر شبابِ نبوّت

وہ ہیں خاتم الانبیائے زمانہ — نہ آیا نہ آئے جوابِ نبوّت

نگاہوں میں تھی مستیٔ جاودانہ — صحابہؓ نے پی تھی شرابِ نبوّت

غلاموں نے شاہی کا اعزاز پایا — ہوئے آکے جب باریابِ نبوّت

ہوئی بزمِ کونین پُر نور ساری — جو روشن ہوا آفتابِ نبوّت

کرم ان کا نور کرم ہے خدا کا

عتابِ خدا ہے عتابِ نبوّت

اسلامی رُوح پھونکنے والی کتابیں
ادارہ تبلیغ اسلام کی مایہ ناز اور مقبول کتابیں جس کو پڑھ کر معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی دیندار بن گئے ہیں جن کو پڑھ کر لامذہب اور دہریہ بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے لگے۔ اور آج وہ پکے اور سچے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کتابوں کو خود پڑھئے اپنے بچوں کو پڑھائیے۔ اور اپنی عورتوں کو سنائیے۔ بہت سے گھروں میں ان کتابوں کو بچوں اور بچیوں کو پڑھایا جا رہا ہے۔ یہ کتابیں بہت کم تعداد میں باقی رہ گئی ہیں۔ جلدی کیجئے۔
جنت کا ٹکٹ
کلمہ پڑھنے کو تو ہر مسلمان پڑھتا ہے اور اس پر ہر مسلمان کا ایمان بھی ہے لیکن اس کی تشریح، اس کا مطلب اور اس کی حقیقت کو نا فیصدی مسلمان نہیں جانتے۔
قیمت صرف ۶/ آنے
ہماری تعلیم
قیمت صرف آٹھ آنے
خوشخبری
جو صاحب اپنے شہر کے دینی ذوق رکھنے والے پڑھے لکھے مسلمانوں کے دس پتے ارسال فرمائیں گے ان کو ان کتابوں میں ایک کتاب جو وہ پسند فرمائیں روانہ کر دی جائے گی
خدا کی جنت
اس کتاب میں جنت کی مکمل تشریح حدیث اور قرآن سے بیان کی گئی ہے۔ اور آج کل کے دہریوں اور لامذہبوں کو سمجھانے کے لئے بے نظیر کتاب ہے۔
قیمت صرف ۶/ آنے
مسلمان بیوی
(ملنے کا پتہ)
ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار (احاطہ کارہ) دہلی
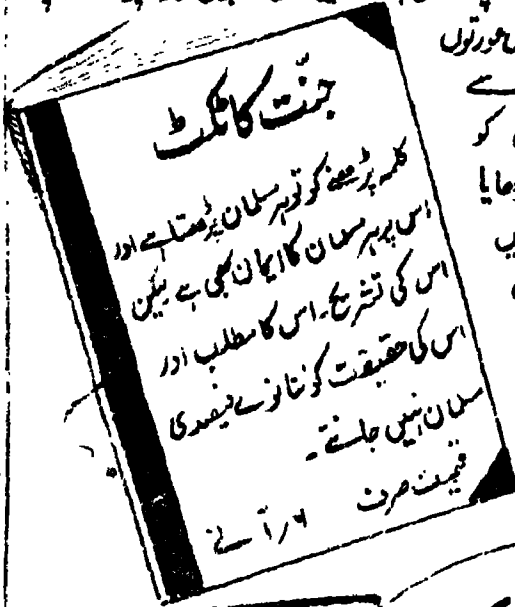
قدرت سے التجا

تو کون ہے؟ قدرت [illegible] حقیر ذرہ۔ تو کون؟ جس نے کن کہہ کر ایک عالم پیدا کر دیا۔ میں کون؟
جو تیرے اشارے سے ساری دنیا پر چھا گیا تو کون؟ جس کے جمال کا عکس میں ہوں۔ میں کون؟ جو تیری قدرت کا جلوہ
بن کر آیا، میں ناکارہ حقیر ذرہ۔ تیری قدرت کا جلوہ۔ تجھ سے کہتا ہے کہ پھر ایک مرتبہ چمک اور اس طرح چمک کہ دنیا کا
پردہ الٹ جائے۔ نیا عالم نظر آئے۔ اپنی قدرت کو جنبش میں لا۔ اور ایک ایسا انسان پیدا کر جیسا کہ آج سے تیرہ سو برس
پہلے تو نے عرب میں پیدا کیا تھا۔ اسی ہندوستان۔ اسی کفرستان میں اسے پیدا کر اور اپنی تمام قوتیں اسے دے ڈال۔

اس میں تمہاری برق بھی ہو اور رحمانی جلال بھی ہوں۔ اس میں دنیا کو زیر و زبر کرنے کی قوتیں بھی ہوں۔ وہ روحانیت
کا بادشاہ بھی ہو۔ معرفت کا تاجدار بھی ہو۔ اور اس کے انداز ایسے دلربایانہ ہوں کہ مدنی میخانے کے متوالے کہیں کہ
مدنی محبوب کی جھلک ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ غرضیکہ تو وہ ہو۔ اور وہ تو ہو لیکن دنیا کی سمجھ سے وہ باہر ہو۔

ہندوستان کے تاریک اور گھنے جنگلوں سے وہ زلفوں کو ہوا میں لہراتا ہوا نکلے اور کسی کو کچھ خبر نہ ہو کہ وہ کون ہے
لوگ حیرت سے تکتے رہ جائیں جس طرف اس کی نشیلی آنکھ اٹھ جائے۔ وحدت کے نشے میں لوگ تڑپیں۔ اور تڑپ کر بیہوش
ہو جائیں۔ وہ ایک مستانی ادا کے ساتھ جھومتا ہوا۔ زلفوں کو جنبش دیتا ہوا کملی کو سنبھالتا ہوا ایک ایسے بلند مقام
پر جا کر کھڑا ہو جائے جہاں سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اس کے چہرہ کی نورانی تجلیاں پھیل جائیں اور ہندوستانی
قلب اس نورانی شمع پر پروانہ وار گریں۔ جب ہندوستان کے چالیس کروڑ دل اس کے قدموں پر پڑے ہوں تو اس کے
لبوں میں جنبش ہو اور وہ کہے کہ رب ارنی اس صدا سے ایک بے چینی پیدا ہو جائے اور ہندوستان کا ہر انسان اس
کے قدموں میں تڑپتا ہوا دکھائی دے اور ہر متنفس اس کے روبرو سربسجود ہو جائے وہ سجدے سے انہیں اٹھائے
چھاتی سے لگائے اور ان گمراہوں کو ایسا راستہ دکھائے جہاں انوار الہی کی تجلیاں ہوں۔ اور کفر کی تاریکیوں کا
وہاں گزر نہ ہو گئے وہ چلے اور پیچھے پیچھے ایک عالم ہو اور چلتے چلتے کسی ایسے مقام پر پہنچ جائیں جہاں روح کا سکون ہو
اور پھر وہاں سے آفتاب کی شعاعوں کی طرح ساری دنیا پر پھیل جائیں اور اس دنیا میں ایک ایسا انقلاب
برپا ہو کہ ان مقدس پرستاروں کے سوا کچھ نہ نظر آئے۔

(دین و دنیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتابِ نبوّت کا اجرار

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

بونے چودہ سو سال سے کچھ اوپر عرصہ گزرا ہوگا کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے روئے زمین پر دنیا میں کفر و عصیان کا ایک بہت بڑا طوفان آیا تھا اتنا بڑا طوفان کہ جس کے سامنے موجودہ دور کی بہیمیت فسق و فجور خدا ناشناسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں کہا جاتا ہے کہ خالق سے مخلوق کا اتنا بعد المشرقین کسی دور میں بھی نہیں دیکھا گیا جتنا اس وقت کی آنکھوں نے دیکھا بنی نوع انسان کی تمرد سرکشی اور فرعونیت کا یہ عالم تھا کہ تمام سطح ارضی جہالت کی ظلمت سے پُر ہو رہی تھی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا حق تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی تعلیمات دلوں سے بالکل محو ہو گئی تھیں اور ہر شخص اپنے لئے الگ الگ راہ مقرر کرنے میں مطلق العنان تھا غرض نسل انسانی انتہائی شرارت جہالت درندگی اور درندگی کے قعر مذلت میں گری ہوئی تھی۔

وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا (سورہ آل عمران)

تم آگ کے گڑھے دوزخ کے کنارے پہنچ گئے تھے پھر ہم نے تمہیں اس آگ سے بچایا۔

نا موزوں نہ ہوگا اگر ہم اس دور انحطاط میں مخصوص ممالک کا اجمالی تذکرہ بھی کرتے جائیں۔ آج سے ہندوستان بت پرستی کا گہوارہ تھی کہ یہاں کا ہر گھر بت خانہ بنا ہوا تھا۔

اشرف المخلوقات کا سر ہر پتھر کے آگے جھکتا تھا اور خدا کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کے آگے سجدہ ریز تھے، ان کی تعلیم پر عمل صحیح معنوں میں عمل پیرا نہیں تھے تنزل و پستی اور انحطاط کی اس سے بدتر مثال کیا ہوگی کہ پتھروں اور شرمگاہوں تک کو اپنا معبود بنا چکے تھے۔ ایران شہنشاہی ظلم و فساد کا ایک سرچشمہ تھا جہاں ناموس انسانی بنام سیرت کی بھینٹ چڑھا دی گئی تھی۔ یورپ جو آج اپنی تہذیب اور تمدن پر فخر و ناز کرتا ہے۔ خونخوار و خون آشام بھیڑیوں کا ایک جنگل بنا ہوا تھا جہاں بہیمیت اور حیوانیت میں سرشار روما کی عظیم الشان سلطنت کو موکاس، مارس، ہرقلس کی لڑائیوں نے ایک قالب بے جان بنا دیا تھا۔ مصر، چین، ترکستان باہمی قتل و قتال خون ریزی اور خونخواری کا مسکن بنے ہوئے تھے۔ عیسائیت کی رہبانیت نے نسل انسانی کی ترقی کا دروازہ بند کرکے ہزاروں مفاسد کے دروازے کھول دئے تھے۔ مور لکھتا ہے کہ ساتویں صدی کی عیسائیت اس قدر گر چکی تھی کہ اگر کنواری لڑکیاں گرجاؤں میں دعا کرنے کے لئے جاتیں تو پادریوں کی نفسانیت پر انکی عصمت کو قربان ہونا پڑتا۔

ان تمام بدتمیزیوں جہالتوں اور تاریکیوں کا مرکز اور مرجع ملک عرب تھا جہاں بت پرستی، شراب خوری سود خواری خونخواری اور خونریزی، قمار بازی، اور بے حیائی الغرض دنیا کی ساری برائیاں یکجا نظر آسکتی تھیں دوسرے لفظوں میں ملک عرب کو تمام عیوب و فسادات کا جامع اور مخزن کہا جا سکتا تھا۔ اس کے باشندے برائے نام انسان مگر حقیقۃً جانوروں سے بھی بدتر تھے۔ مختصر یہ ہے کہ بحر و بر سب کفر و عصیان کی آلودگیوں سے لوث تھے اور رب العزت کا نام لیوا چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتا تھا

آفتاب نبوت کا طلوع

دنیا کی اس بدترین حالت کو دیکھکر رحمت حق جوش میں آئی اور یک بیک آفتاب نبوت کی کرنیں نمودار ہوئیں جنکا صدا بلند ہوئی اور نسل انسانی کا محسن پرتو فگن ہوا یعنی رحمت دوعالم سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لے آئے پھر کیا ہوا

تاریکی کے سب بادل چھٹ گئے ظلمت کی جگہ روشنی نے لے لی اور سارا جہان بقعہ نور بن گیا۔ بنی نوع انسان کی ضائع شدہ شرافت عود کر آئی اور فرزندان توحید نے اپنی فطری حریت اور آزادی کے رستے کو پہچانا۔ پتھروں اور درختوں کے آگے جھکی ہوئی پیشانیاں بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہوئیں اور ان کی حیوانیت و بے حیائی میں اتنا انقلاب رونما ہوا کہ وہ دوسروں کی عصمت و ناموس کے محافظ بن گئے، شراب خوار روزہ دار ہو گئے سود خوار اور قمار باز زکوٰۃ دینے لگے۔ خونخواری اور خونریزی، اخوت ہمدردی، غمگساری اور مواساۃ سے بدل گئی، مکروہانہ خصائل یکدم مفقود ہو گئے اور انکی جگہ حکومت، شوکت و جلال، خودداری، خود اعتمادی، اور توکل علی اللہ نے ان کے سینوں کو اپنا مسکن بنالیا غرض انسان نما انسانوں کو با اخلاق انسان اور با اخلاق انسانوں کو با خدا انسان بننے کا موقع ملا مخلوق نے اپنے خالق کو پہچان لیا اور نہ صرف پہچانا بلکہ سب رشتے توڑ کر اپنا رشتہ خالق سے جوڑ لیا۔ یہ تھا ہادی برحق کی پاکیزہ تعلیمات کا بے پناہ اثر۔۔۔۔ جو بجلی کی سرعت کے ساتھ سینوں کی گہرائیوں میں اتر گیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

فصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مسلمانوں کی پستی اور اس کا علاج

موجودہ دور کے مسلمانوں کی پستی، زبوں حالی، تباہی و بربادی کے منظر سے ہر حساس دل کو تکلیف ہے اور ہر صاحب بصیرت کی آنکھ پُرنم ہے جب مسلمانوں کے اعمال، سرد مہری اور تعلیمات سے انحراف کو دیکھ کر مستقبل کا تصور کیا جاتا ہے تو بے اختیار جی بھر آتا ہے اور بے ساختہ زبان پر یہ شعر آ جاتا ہے۔

ہمیں جی بھر کے تنہائی میں رو لینے دو اے ہمدم
کہ جب نہ نکلے آنسو تو بڑھے گی دل کی طغیانی

لیکن رونے پیٹنے اور ماتم کرنے سے ازالۂ مصائب نہیں ہو سکتا کیا ہم یہ کہہ کر کہ "افسوس! مسلمان ذلیل و خوار ہو گئے ہائے مسلمانوں میں باہمی اتحاد و اتفاق نہیں رہا" اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں؟ کیا ہمارا فریضہ یہی ہے کہ مریض پر روتے رہیں اور اس کے ازالۂ مرض کی کوئی تدبیر نہ کریں اور ناامید ہو کر بیٹھ جائیں؟ "نہیں ہرگز نہیں"

اگر اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بدترین انسانوں کو انسان بنا سکتی ہے تو کیا ہم خیر الامم ہوتے ہوئے حق تعالیٰ کی بارگاہ سے یاس، محرومی اور ناامیدی کا تصور کر سکتے ہیں؟ یاد رکھیے ہمیں ناامیدی سے منع کیا گیا ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ — اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

ہمارے مرض کا نسخہ وہی پرانا نسخہ ہے

اگر لاکھوں کروڑوں انسان صرف ہادی برحق کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر وہ سب کچھ پا سکتے ہیں تو انسان غیروں کا دست نگر کیوں بنے! یورپ کی اندھا دھند تقلید سے آپ اپنی کھوئی ہوئی شوکت حاصل نہیں کر سکتے

ایسا کر کے نہ صرف آپ اپنی کمزوری بلکہ اسلام اور تعلیمات اسلام کی تہی دستی اور تہی دامنی کا اقرار کرتے ہیں جو باعث صد ندامت و شرم ہے اور اس صورت میں تمہارا وجود اسلام کے لئے ذلت و رسوائی ہے۔ جب پستی اور جہالت کی وجہ سے آپ پہلے بھی غیر […] بدعات میں گرے ہوئے تھے اب پھر آپ کو اس پستی نے شعائر کو ترک کرا دیا اور شریعت حقہ کے احکام سے دانستہ یا نادانستہ اغماض اور چشم پوشی رفتار عصر مغربی کے متوازن ہے۔ شریعت اسلامیہ کے احکام سے انحراف کر کے آپ کتنی ہی ترقی کا دم بھر لیں وہ ترقی نہیں تباہی کا راستہ ہے

قدم بڑھاؤ ترقی کرو ضرور و لے
رسول کے رستے قدموں پہ سر فدا کیلئے

ہماری تجدید جہاد اور آفتاب نبوت کا اجراء

ادارہ تبلیغ اسلام دہلی ایک مدت سے بغرض تبلیغ مذہبی اور دینی اپنی بساط کے بموجب ایک عرصہ سے اسلام اور اہل اسلام کی خاموش خدمت انجام دیتا رہا ہے جس نے ضروریات زمانہ کو دیکھتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں مذہبی کتابیں شائع کر کے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچا دیں اور جس نے نصرت اسلام کے بیرونی امداد سے دنیائے اسلام کو آگاہ کیا اور وقتاً فوقتاً اسلام کے اندرونی دشمنوں کی دستبرد سے بھی ملت اسلامیہ کی ہر ممکن حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا خدا کرے ادارہ کو اپنے مقاصد میں بیش از بیش کامیابی و نصرت نصیب ہو تاکہ اہل اسلام کو مدتوں تک اس سرچشمۂ فیض و برکت سے متمتع ہونے کے مواقع حاصل ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین

خدا شاہد ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالات سے ادارہ کافی متاثر ہے اس لئے اس نے جہاں مختلف مذہبی تبلیغی کتب شائع کیں وہاں ایک عرصہ سے ادارہ اس سعی و کوشش میں بھی تھا کہ اس کا ایک ماہوار مذہبی ترجمان ہونا چاہئیے جو عام فہم اور سلیس زبان میں تمام مذہبی اختلافات سے بالاتر رہ کر پھر وہی صاف صاف اور ستھری تعلیمات نبویہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرے جن پر عمل پیرا ہو کر وہ دینی دنیوی کامیابیوں سے بہرہ اندوز ہوا۔

حق تعالےٰ جل مجدہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اراکین ادارہ کی پیہم کوششوں سے یہ تمنا بھی پوری ہوئی اور ماہنامہ "آفتاب نبوت" کی منظوری عمل میں آئی اور آج ہمیں یہ موقع نصیب ہوا کہ پہلا پرچہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ "آفتاب نبوت" کا نام ہی رسالے کے مقاصد کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔

"آفتاب نبوت" کوئی نئی بات، نیا راستہ، نئی منزل آپکے لئے متعین نہیں کرے گا۔ ہمارا راستہ صاف ہے اور ہماری منزل واضح انشاء اللہ ہم بات آپکو وہی بتائیں گے جو پورے چودہ سو سال پہلے کی ہوگی۔ "آفتاب نبوت" مسلمان قوم کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلا کر مسلمانوں کو اصلی مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔

"آفتاب نبوت" آپ سے آگے بڑھنے کو نہیں بلکہ پیچھے ہٹنے کیلئے کہیگا اور ایک قدم نہیں دو قدم نہیں تین نہیں پورے پونے چودہ سو سال پیچھے ہٹنے کے لئے کہے گا کیونکہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز ہی اس میں مضمر ہے کہ وہ مضبوطی کے ساتھ خود بھی تعلیمات نبویہ پر عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں ہمارا عزم مبارک اور ارادہ صحیح ہے۔ اس لئے ہم نے پورے اطمینان کے بعد اس اہم اور اشد ضروری کام کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ اور حالات چاہے کتنے ہی مایوس کن ہوں۔ ہمیں اندھیرے میں اُمید کی کرن بلا کسی غبار کے صاف نظر آ رہی ہے کہ مسلمان کی طبیعت میں تاثر و انفعال کا مادہ اب بھی موجود ہے اور مسلمان قوم سے اب بھی بہت کچھ امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

ہم ایک بار پھر آپ سے کہیں گے کہ جب تک آپ اپنی معاشرت، رہن سہن، چال چلن، عادات، خصائل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع نہیں کریںگے اور اپنے اخلاق قرون اولےٰ کے اخلاقی سانچوں میں نہیں ڈھالیںگے نہ تو آپ انعامات الٰہیہ کے مستحق ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شوکت حاصل کر سکتے ہیں ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

اراکین ادارہ نے پورے عزم کے ساتھ تعلیمات نبویہ کو آفتاب نبوت کے صفحات پر پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ آیئے اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی فرمایئے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

("مدیر")

اِعلان: اہل علم اور مضمون نگار حضرات سے گذارش ہے کہ ہمارے رسالے میں معیاری مضمون اور معیاری اشتہارات کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ناظرین خیال رکھیں

(مینجر)

آپ سوال کیجئے

؟

اِنشاءَ اللہُ

ہم جواب دیں گے

ادارۂ تبلیغ اسلام دہلی

اردو حاشیہ والا

تبلیغی بہشتی زیور مکمل و مدلل

از

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

اس بہشتی زیور کے اندر ادارہ تبلیغ اسلام دہلی کی علمی جماعت نے عورتوں اور اردو جاننے والے عام مسلمانوں کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے نہایت جانفشانی اور عرقریزی کے ساتھ تمام مسئلوں کے حوالے اور دلیلیں قرآن وحدیث اور فقہ کی مستند ومعتبر کتابوں مثلاً ہدایہ، شامی، درمختار، عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ سے مسئلہ کے سامنے حاشیہ پر نمبروار اردو زبان میں لکھ دئے ہیں۔

بہشتی زیور تبلیغی کی عمدگی و اضافات مسائل کی بابت

استاذ الفقہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند (کی رائے عالی)

حامداً ومصلیاً ومسلماً - اما بعد - بندے نے تبلیغی بہشتی زیور شائع کردہ ادارہ تبلیغ اسلام دہلی کے حصہ اول کو دیکھا۔ کتاب کی عمدگی کے لئے حسن کتابت وطباعت اور کاغذ کی عمدگی کی ضرورت ہے وہ اس کتاب میں ایک بڑے درجہ تک موجود ہے نفس کتاب کے متعلق عرض کرنا اس لئے ضروری نہیں کہ دنیائے اسلام نے اسکی ضرورت اور اس کی عمدگی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے حاشیہ پر ان کتابوں کے تراجم مع حوالجات چڑھا دیئے گئے ہیں جن کتابوں سے اس کے مسائل ماخوذ ہیں۔ اور حاشیہ میں مسائل کی کافی زیادتی کی گئی ہے جو اصل بہشتی زیور میں رہ گئے تھے۔ اب یہ کتاب بحیثیت مجموعی نہایت عمدہ ہو گئی ہے۔ اور طالبان علوم دینیہ کیلئے ایک نایاب ذخیرہ ہے۔

محمد اعزاز علی غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۷ ربیع الاول

ملنے کا پتہ - ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار احاطہ کدارہ دہلی

(جناب مولانا محمد ادریس صاحب انصاری)

قرآن پاک کا یہ دعویٰ ۱۳۶۶ برس سے چلا آرہا ہے کہ دنیا میں اسوقت سوائے میرے کوئی آسمانی کتاب بھی اپنی اصلیت اور حقیقت کے ساتھ کرۂ ارض پر موجود نہیں بلکہ ان کے اصلی مضامین مفقود اور محرّف ہو چکے ہیں۔ قرآن پاک کے اس دعویٰ کی صداقت اور سچائی کے لئے مندرجہ ذیل وجوہات پر غور فرمائیے۔

۱۔ اصل انجیل کے متعلق اب تک کوئی بھی عیسائی، پادری یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کس قدر اور کس زبان میں تھی بلکہ بہت سے نصاریٰ تو سرے سے اس بات کے انکاری ہیں کہ مسیحؑ پر کوئی کتاب نازل ہوئی تھی! بلکہ انجیل کے متعلق ان کا خیال ہے کہ حواریوں نے جن الہامات کو جمع کیا تھا وہ ہی انجیل ہے۔ مگر عیسائیوں کے بہت بڑے مذہبی پیشوا پولس کے نامہ گلیتان [۱] سے پتا معلوم ہوتی ہے کہ مسیحؑ کے زمانے میں انجیل جمع ضرور ہو گئی تھی جسے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں

"میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں مسیحؑ کے فضل میں بلا یا پھر کے دوسری انجیل کی طرف مائل ہو گئے سو وہ دوسری انجیل نہیں ہے۔ مگر بعض لوگ جو گھبراتے ہیں اور مسیحؑ کی انجیل کو پلٹ دینا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا کوئی آسمان کا فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہم نے سنائی دوسری انجیل تمہیں سنائے سو وہ ملعون ہو۔"

پولس کا یہ قول اسوقت کا ہے جبکہ مروجہ اناجیل یعنی مرقس۔ لوقا اور یوحنا کا نام و نشان بھی نہ تھا کیونکہ یہ سب انجیلیں نامہ گلیتان کے بعد کی پیداوار ہیں۔

(۲) اسی طرح انجیل مرقس ۱۶/۱۵ میں ہے اور اس نے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے منادی کرو۔

پولس کے زمانے میں جبکہ متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی انجیلوں کا رواج ہوا اصل انجیل دنیا سے گمنام، مفقود اور لاپتہ ہو گئی تھی جس کا غالب سبب یہ ہوا کہ مسیحی مذہب کے دشمنوں نے پہلی صدی عیسوی میں مسیحی لوگوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے اور ان دردناک مظالم میں سے ایک یہ تھا کہ حواریوں سے اصل انجیل لے کر اس کو تلف اور ضائع کر دیا گیا۔ ہارون مفسر اپنی کتاب کی چوتھی جلد میں لکھتے ہیں کہ "قدیم علماء کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی زبان میں ایک صحیفہ تھا جس میں حضرت مسیحؑ کے حالات لکھے ہوئے تھے اور ان لوگوں نے اپنی اپنی انجیلوں کو اسی صحیفہ سے نقل کیا۔ متی نے بہت اور مرقس نے تھوڑا"

فاضل ٹورٹن (TORTAIN) اپنی کتاب علم الاسناد مطبوعہ شہر بوسٹن ۱۸۳۷ء کے دیباچہ جلد اول میں اکھارن (AKHARAN) کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مسیحی مذہب کے ابتدائی دور میں صرف ایک کتاب تھی اور ہو سکتا ہے کہ یہی کتاب اصل انجیل ہو"

(۳) موجودہ انجیلوں کا طرز بیان صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ انکے لکھنے والے خود ملہم نہیں بلکہ تاریخ لکھنے والوں کی طرح سنے سنائے حالات جمع کر رہے ہیں اور

ان لوگوں کی طرف سے نبوت کا دعویٰ بھی نہیں۔ رسول کیلئے دعویٔ نبوت ضروری چیز ہے۔ البتہ متی اور یوحنا حضرت مسیحؑ کے حواری ہیں۔ مگر لوقا اور مرقس حواری بھی نہیں ہیں نیز ان چاروں کتابوں کے علاوہ ۱۲۰ کے قریب اور انجیلیں بھی ہیں جن کے بارے میں عیسائیوں کے اندر خود اختلافات ہیں۔ اور انہی میں سے برناباس حواری کی انجیل ہے۔ اب ذرا عیسائیوں کی موجودہ چاروں انجیلوں کے متعلق سنئے جن کو تقریباً تمام مسیحی دنیا تسلیم کرتی ہے۔

متی کی انجیل :- اصل میں عبرانی زبان میں تھی مگر صدیوں سے متی کی اس اصلی انجیل کا نام و نشان بھی دنیا میں باقی نہیں رہا پھر اس کے یونانی ترجمے کی نسبت یہ آجتک صحیح طور پر ثابت نہ ہوسکا کہ اس کا ترجمہ کرنیوالا کون تھا اور کیسے چال چلن کا آدمی تھا اور یونانی ترجمہ شروع میں اصل عبرانی زبان سے ہوا یا کسی اور زبان سے اور پھر ترجمے کے صحیح یا غلط ہونیکا کیا پتہ لگ سکتا ہے جبکہ اس کی اصل ہی موجود نہیں۔ نیز متی کی یونانی زبان والی انجیل کا پہلا اور دوسرا باب ڈاکٹر ولیمس (VE LYAMS) وغیرہ محققین اور عیسائیوں کے مشہور فرقہ یونی ٹرین کے نزدیک جعلی من گھڑت اور بناوٹی ہے

مرقس کی انجیل :- اس کے مصنف مرقس صاحب کی نسبت اب تک بھی معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کس ملک کے باشندے تھے، کہاں رہتے تھے اور کون سے زمانے میں تھے۔ البتہ اس انجیل کی تصنیف کا سال ۵۶ء سے ۶۳ء کے درمیان خیال کیا جاسکتا ہے۔ مرقس صاحب کی نبوت اور الہام کا بھی کچھ پتہ نہیں۔ باوجود ان سب خامیوں کے انکی بھی اصلی کتاب دنیا سے ناپید ہے البتہ اسکے ترجمے موجود ہیں اور ان ترجموں میں بے شمار شبہات ہیں کہ آیا وہ اپنی اصل کے مطابق ہیں یا نہیں۔

لوقا کی انجیل :- لوقا صاحب پولس کے شاگرد ہیں اور حضرت مسیحؑ کے حواریوں میں سے نہیں ہیں، انکے اصلی وطن اور زبان کا بھی کوئی پتہ نہیں کونسی زبان بولتے تھے اور انہوں نے اپنی انجیل کب اور کونسی زبان میں لکھی تھی اور جبکہ انکی انجیل سے پہلے متی اور مرقس کی انجیلیں تصنیف ہوچکی تھیں تو پھر انکو تیسری انجیل لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ آیا ان سے پہلے کی دونوں انجیلیں ناقص تھیں جن کی لوقا صاحب نے اپنے زمانے میں تکمیل فرمائی؟ یا وہ غلط تھیں جن کے مقابلے میں لوقا صاحب نے ایک صحیح انجیل لکھ دی؟ کیا مسیحی لوگ اس مسئلہ میں ہم کو مطمئن کرسکتے ہیں؟

یوحنا کی انجیل :- یہ انجیل تخمیناً ۱۰۰ء میں تصنیف ہوئی اس کے مصنف بھی مدعی نبوت نہیں۔ دوسری صدی عیسوی میں مسیحی لوگوں نے اس انجیل کی بابت اختلاف کیا کہ انجیل یوحنا کی تصنیف نہیں ہے کاتھلک ہیرلڈ کی چوتھی جلد مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵ میں استاد موصوف نے لکھا ہے کہ یوحنا کی انجیل مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم کی تصنیف ہے اسی طرح محقق برٹشنیڈر کا قول ہے کہ یہ انجیل اور یوحنا کے دوسرے رسائل یوحنا کی تصنیف نہیں بلکہ کسی نے خواہ مخواہ انکی طرف نسبت کردی ہے" اس کے علاوہ پولس کے خطوط اور اس کے بعض رسالے جن کو مسیحی مذہب میں مدتوں تک غیر مستند اور لغو سمجھا جاتا تھا لیکن اب انہی کو عہد جدید میں شامل کرکے مستند اور معتبر سمجھا جاتا ہے۔

(۴) ۳۰۰ء میں جب عیسائیوں کو کچھ امن حاصل ہوا تو لوگوں نے گزشتہ بزرگوں کے نام پر انجیلیں جمع کرنا شروع کردیں یہاں تک کہ ان سب انجیلوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ بڑھ گئی اور حواریوں کے خطوط اور ملفوظات کا تو کچھ شمار ہی نہیں رہا۔ تب عیسائی علماء نے اپنے اپنے قیاسات اور اپنی اپنی عقل سے صحیح اور غلط کی چھان بین شروع کردی جس کے نتیجہ میں بے شمار الگ الگ فرقے بنتے گئے۔

(۵) انجیل کے مختلف نسخوں میں بے شمار اختلافات پیدا ہوگئے یہانتک کہ ڈاکٹر مل نے عہد جدید اور نئے زمانے کے نسخوں کا جب باہمی مقابلہ کرکے دیکھا تو انہیں تیس ہزار اختلافات ملے۔ پھر ڈاکٹر گریسباخ نے جو اور زیادہ نسخوں کا مقابلہ کرکے دیکھا تو اس کو انجیل کے ان نسخوں میں ڈیڑھ لاکھ اختلافات علاوہ اتنے اختلافات اس کو صرف ۲۰۰ انجیلوں کے مقابلے کرنے میں ملے۔

یہ سلسلہ مضامین بچوں کے لئے "آفتاب نبوت" میں مستقل طور پر شروع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے بچے بچپن سے ہی اسلام اور اسلامی ماحول سے واقف ہوتے رہیں۔ اور بڑے ہوتے ہوتے ان کے اخلاق۔ ان کے اعمال اور ان کی عادات اسلامی سانچوں میں ڈھل کر تیار ہو جائیں۔ اس عنوان میں صحابہ کرامؓ کی شجاعت۔ دلیری اور ان کے بہادرانہ کارنامے ان کی عبادات۔ معاملات۔ معاشرات۔ اسلامی جذبات۔ ان کے اعمال و اخلاق۔ سادگی۔ تقوی و پرہیزگاری۔ اور اسلامی جذبات کو تاریخی طرز پر بچوں ہی کی زبان میں بیان کیا جائے گا۔ اور اسی وجہ سے اس مضمون کی لکھائی بھی موٹے قلم سے کی جاری ہے۔ آفتاب نبوت کے اس سلسلہ کو آپ اگر مفید پائیں۔ تو مہربانی فرما کر ادارہ کو مطلع فرمائیں۔ امید ہے کہ ناظرین آفتاب نبوت قیمتی مشوروں سے ادارہ کی اعانت فرماتے رہیں گے ——— "محمد امیر"

حضرت ابوبکرؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے اتفاق کر کے ان کو سب سے پہلے اپنا بادشاہ بنایا۔ ان کا اصلی نام جو ان کے ماں باپ نے رکھا تھا عبداللہ تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدیق کا لقب عطا فرمایا تھا۔ اور عام طور پر بڑے چھوٹے ان کو ابوبکر کہہ کر پکارتے تھے اور اسی نام سے زیادہ مشہور ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال اور کچھ مہینے چھوٹے تھے ان کے باپ کو چھوٹے بڑے ابوقحافہ کہہ کر پکارتے تھے ابوقحافہ مکہ معظمہ کے بہت بڑے سرداروں میں مانے جاتے تھے حضرت ابوبکرؓ بھی مسلمان ہونے سے پہلے بہت بڑے مالدار سوداگر تھے۔ ان کی دیانت داری۔ امانت داری۔ اور سچائی کی دور دور تک شہرت تھی اور اسی وجہ سے دور دور کے بیوپاری مال بیچنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ ہی کے پاس آتے تھے اور بہت بہت سارا مال اکٹھا خرید کر ان سے لے جاتے تھے۔ غرضیکہ ان کی سچائی ایمانداری اور خوش خلقی کی وجہ سے ان کی دوکان بڑی دور دور تک مشہور ہو گئی تھی۔ مکہ کے سارے بڑے چھوٹے ان کے عادات خصائل اور تجربہ کاری کی وجہ سے ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے مکہ والوں نے ان کو اپنا سردار بھی بنا رکھا تھا۔ اور مکہ کے چھوٹے بڑے سب ہی ان کے مشوروں پر عمل کرتے تھے حضرت ابوبکرؓ ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن ہی سے دوست بنے ہوئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے نبی بنایا۔ تو اول اول آپؐ نے چپکے چپکے اپنے خاص خاص دوستوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ تو مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضہ نے اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضہ نے اور غلاموں میں سے سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضہ نے اسلام قبول کیا۔

تبلیغ اسلام حضرت ابوبکرؓ نے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی
تبلیغ اور دین کی اشاعت کا کام شروع کر دیا۔ اور کچھ ہی دنوں کے بعد
حضرت عثمانؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ۔
حضرت عثمانؓ بن مظعون۔ حضرت ابوعبیدہؓ۔ حضرت ابوسلمہؓ۔ حضرت خالد
بن سعیدؓ کو بھی مسلمان بنا لیا۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ بہت محبت رکھتے
تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صبح شام آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اور کبھی
آپؐ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا
رکھی تھی۔ اور اس میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت الٰہی میں
مصروف رہتے تھے۔ اور نماز میں جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو
آنکھوں سے لگاتار آنسو بہنے لگتے تھے۔ اور کافر لوگ آپ کا قرآن
سننے اور آپ کی نماز کو دیکھنے کے لئے آپ کے پاس اکٹھے ہو جاتے
تھے۔ اور قرآن کی خاص کیفیت کو دیکھ کر اپنے دل میں قرآن کی طرف
سے بہت اچھا اثر لے کر واپس ہوتے تھے۔

شجاعت اور بہادری حضرت ابوبکرؓ بڑے ہی دلیر بہادر اور
دلیر تھے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے پوچھا۔ بتلاؤ صحابہ میں
سب سے زیادہ بہادر کون تھے۔

لوگوں نے کہا۔ آپ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

سنو۔ میں نے تو ہمیشہ اپنے جیسے آدمی سے مقابلہ کیا ہیں
تو تم سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ صحابہؓ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا۔
لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں آپ ہی فرمائیے۔ اس پر حضرت علیؓ
نے فرمایا سب سے بڑے بہادر حضرت ابوبکرؓ تھے۔

پہلا ۔۔ تو یہ ہے کہ جب پہلی اسلامی جنگ یعنی جنگ بدر
ہوئی۔ تو ہم لوگوں نے حضورؐ کو ایک خیمہ میں بٹھا دیا تھا۔ اور پھر ہم
نے اس جگہ بلند آواز سے کہا کہ حضور کی حفاظت کے لئے اس خیمہ میں کون
رہے گا۔ جو دشمنوں کے حملوں سے حضور کی حفاظت کرے گا۔ تو اتنے
بڑے مجمع میں سے ہم نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ اس کام کے لئے
آگے بڑھتا۔ لیکن ابوبکرؓ تلوار لئے ہوئے سامنے آئے اور فرمایا
اس خدمت کو میں انجام دوں گا۔ اور فوراً حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ اور
جو کوئی بھی حضورؐ پر حملہ کرنے کی نیت سے حضرت کی طرف آتا۔ تو
حضرت ابوبکرؓ اکیلے ہی اس کا مقابلہ کرتے۔ اس وجہ سے ہم میں حضرت
ابوبکرؓ سب سے زیادہ دلیر اور بہادر تھے۔

دوسرا قصہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ مکہ میں ہم بہت کمزور
تھے۔ اور ہماری تعداد بھی بہت تھوڑی تھی۔ اس وقت کا قصہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے اپنے نرغہ میں لے لیا۔ اور پکڑ کر
مارنے کے لئے نیچے گرانا چاہتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ تو ہی ہے۔
جس نے بہت سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو معبود بنا لیا۔ تو
اس موقعہ پر ہم میں سے کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر حضور
کو دشمنوں سے چھڑا لے۔ لیکن اس وقت صرف ابوبکرؓ ہی کی ہستی تھی۔
کہ اس موقعہ پر بھی ان کافروں کو مار رہے تھے۔ اور نہایت جوانمردی
کے ساتھ تن تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے گھیرے سے
نکال رہے تھے۔ اور زبان سے فرماتے جاتے تھے۔ تمہارا ناس جائے
تم ایسی ہستی کو قتل کر دو گے جس کا کہنا یہ ہو کہ میرا رب صرف اللہ ہے
اس واقعہ کو حضرت علیؓ بیان کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر اتنا
روئے کہ ان کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

(باقی آئندہ)

طالب علموں سے خطاب

حضرت مولانا الحاج محمد اسعد اللہ صاحب مدظلہ خلیفہ ارشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ قائمقام ناظم مدرسہ مظاہر العلوم

کرکے روشن اپنے دل میں علم و حکمت کا چراغ
تم جہالت کا مٹا دو اپنی پیشانی سے داغ

علم و دانش سب ہمارا گم شدہ سامان ہے
خوب کوشش سے لگانا چاہئے اس کا سراغ

دھوکہ دینا بدمعاشوں کا طریق کار ہے
نیک انساں کب دکھاتا ہے کسی کو سبز باغ

بدخصال انساں خدا کی رحمتوں سے دور ہے
تم نہ ہونا شعلہ طبع و بدمزاج و خرد ماغ

تندرستی اور قوت کی حفاظت کے لئے
روز بعدِ عصر کرنا چاہئے گلگشتِ باغ

ہے یقیناً شانِ اربابِ شرافت کے خلاف
خود تو ہوں فرشِ زمیں پر آسماں پر ہو دماغ

روز و شب مشغول رہتے ہیں نوشت و خواند میں
ہم کو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے فراغ

جب کیا کرتے ہو سستی مدرسے کے کام میں
بے مزہ ہے سیرِ نہر و آبشار و باغ و راغ

کیوں نہ ہو اچھے برے کی گفتگو میں امتیاز
کیا برابر ہے نوائے بلبل و غوغائے زاغ

نیک سیرت پاک باطن دوستوں کا ساتھ تھا
باغ میں جاکر ہمارا دل ہوا تھا باغ باغ

مولوی صاحب بجا ارشاد فرماتے تھے کل
کم سنوں کے واسطے اچھا نہیں دیوانِ بلاغ

ہم کو اسعدؔ اسمیں کوتاہی نہ کرنا چاہئے
فرض ہے احکام توحید و رسالت کا بلاغ

(۱)

ایک دفعہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المال میں بادشاہوں کے اسراف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہارون رشید عالم تھا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد تھا جب تخت پر بیٹھا تو علماء و صلحا پر بہت کچھ خرچ کیا مگر حضرت سفیان اس کے پاس تشریف نہ لے گئے تو ہارون رشید نے ایک عریضہ لکھکر بھیجا "میں نے علماء و صلحاء پر بہت سا مال خرچ کیا ہے۔ حضرت تشریف نہیں لائے۔ اگر تکلیف فرما لیتے تو بندہ کی عزت افزائی ہو جاتی"۔ جب قاصد بادشاہ کا عریضہ لے کر پہونچا تو اس وقت حضرت حلقۂ درس میں مصروف تھے۔ دیکھتے ہی فرمایا خدا خیر کرے ظالم کا قاصد آ گیا۔ قاصد نے عریضہ پیش کیا حضرت نے رومال سے پکڑ کر شاگرد کے حوالے کیا۔ اور فرمایا "میں ظالم کے خط کو ہاتھ لگانا نہیں چاہتا"۔ شاگرد نے عریضہ پڑھ کر سنایا تو فرمانے لگے میں ظالم کو کاغذ دینا بھی نہیں چاہتا اسی کی پشت پر جواب لکھدو۔ اور یہ لکھو کہ تمہارے ظلم کی اطلاع پہونچی۔ اور تم نے اپنی تحریر کے ذریعہ سے ظلم کا اقرار بھی کر لیا اور مجھے گواہ بھی بنایا۔ لہذا یاد رکھنا کہ قیامت کے دن میں تمہارے ظلم کی گواہی دوں گا۔ اور پھر تم کو اس کے بدلے میں عذاب بھگتنا پڑے گا۔ بھلا تمہیں بیت المال میں کیا حق تھا کہ اس کو لٹانے لگے۔

کاتب نے جواب لکھکر پرچہ قاصد کے ہاتھ دیا کہ جا لے جاؤ۔

قاصد پر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر کا اتنا اثر ہوا۔ کہ عرض کرنے لگا حضور! مجھے تو اپنی ہی خدمت میں حاضر رہنے کی اجازت دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ قاصد کو روک لیں جاؤ اول جواب پہونچاؤ۔ اس کے بعد اگر دل چاہے تو چلے آنا۔ قاصد وہاں سے اٹھ کر سیدھا بازار میں گیا۔ اور کھڑے ہو کر پکارا کوئی ہے جو میری پوشاک اپنے پھٹے پرانے لباس کے بدلے خریدنے مخوش دس روپے کا قیمتی جوڑا دو روپیہ قیمت کے کپڑوں سے بدل کر یہ خط اس کے حوالے کیا۔ کہ خلیفہ کو پہونچا دو۔ اور خود حضرت سفیان ثوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہارون رشید گرامی نامہ پڑھکر رونے لگا۔ اور کہا فازالمرسَلُ وخابَ المُرسِل قاصد کامیاب ہو گیا۔ اور قاصد کا بھیجنے والا ناکام رہا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ جب میں تخت پر بیٹھا کروں تو ہمیشہ یہ گرامی نامہ میرے سامنے رکھا جایا کرے۔

(۲)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز کہیں جا رہے تھے کہ ایک کتا آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ نے اس کی طرف سے آپ نے دامن کو سمیٹا کتے نے زبان حال سے کہا۔ اے بایزیدؒ یہ تو فرمایئے کہ آپ نے دامن کو میری طرف سے کیوں سمیٹا اس لئے کہ اگر میں خشک ہوں تو کچھ اندیشے کی بات نہیں اور اگر تر بھی ہوں تو میرے اور آپ کے درمیان پانی یا مٹی سے پاکی حاصل ہو سکتی ہے لیکن جس نخوت و تکبر سے آپ نے اپنا دامن سمیٹا ہے۔ اس کا پاک ہونا تو سات دریاؤں سے بھی ممکن نہیں۔ حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے کہ تو ظاہری ناپاکی رکھتا ہے۔ اور میں باطنی ناپاکی رکھتا ہوں آؤ۔ ہم دونوں مل کر رہیں تاکہ اکٹھے رہنے سے کچھ پاکی مجھ میں بھی پیدا ہو جائے کتے نے کہا کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے کیونکہ میں تو مردود خلائق ہوں جو کوئی مجھے دیکھتا ہے۔

اے کہ تیری ذات پر سو ناز ہیں اسلام کو — تو نے دنیا میں اُچھالا ہے خدا کے نام کو

ملت بیضا کی خاطر خود اُٹھائیں سختیاں — دین پر قربان کیا اپنے دل آرام کو

کوشش پیہم سے تو نے بے خطر پہنچا دیا — مشرق و مغرب میں حق کے آخری پیغام کو

چین و جاپاں ہند و ایراں کو مسخر کر لیا — دائرہ میں لے لیا روم و عراق و شام کو

جس کو پی کر میکشانِ بزم بے خود ہو گئے — تم نے چھلکایا مئے توحید کے اُس جام کو

قلب انسانی کی تاریکی مٹانے کے لئے — شمع عرفان سے درخشاں کر دیا اوہام کو

اہلِ عالم مردگی کے راز سے واقف ہوئے — تو نے سمجھائے رموز زندگی اقوام کو

تیری اس ناخواندگی پر سینکڑوں عقلیں نثار — تو سمجھتا تھا.... بخوبی غیب کے الہام کو

نعرۂ تکبیر کی شورش سے گونج اٹھی فضا — قل ہو اللہ پڑھ کے لرزاں کر دیا اصنام کو

آسمانِ شرک سے ظلمت کا بادل چھٹ گیا
لشکرِ طاغوت کا سب زورِ باطل گھٹ گیا

از جناب حکیم شمس الدین صاحب منیر

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان کے بہادر اور دلیر سپاہیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو کم عمر انصاری بچے بھی کھڑے ہیں۔ ان کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میرے آس پاس مضبوط۔ طاقتور اور تجربہ کار شخص ہوتے۔ تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد تو کر دیتے۔ یہ بیچارے بچے کیا کریں گے ؟

میں اسی خیال میں کھویا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک لڑکے نے نہایت تیزی سے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ چچا! ابوجہل کو بتا سکتے ہو۔ کہ وہ مردود کس صورت اور شکل کا ہے۔ ؟

حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں۔ بچے کی یہ ہمت اور دلیری دیکھ کر میں کچھ سوچنے سا لگا۔ دوسرا بچہ بولا آپ کیا سوچ رہے ہیں ؟ کیا ابوجہل لعین کو آپ پہچانتے نہیں ہیں۔ ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے اگر آپ جانتے ہیں تو بتا دیجئے ورنہ انکار کر دیجئے۔ ہم کسی اور سے معلوم کر لیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ۔ میں ضرور پہچانتا ہوں لیکن اس وقت تک نہیں بتاؤں گا۔ جب تک تم اپنی غرض مجھ پر ظاہر نہ کرو۔

انصاری بچہ۔ سنا ہے کہ ابوجہل بے ایمان۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا ہے۔ (بڑے جوش کے ساتھ) خدا کی قسم میں اس سے اس بدتمیزی کا بدلہ ضرور لوں گا۔ آپ اس کو جلد مجھے دکھا دیجئے۔ میں اس نالائق کو جان سے ماروں گا۔ یا خود مر جاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ بچہ اور اتنی دلیری۔

دوسرا بچہ۔ چچا! کیا ابوجہل میدان میں نہیں ہے۔ ؟

اتفاقاً ابوجہل گھوڑے پر سوار دوڑتا ہوا سامنے سے نظر آیا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ دیکھو وہ جا رہا ہے۔ جس کے بارہ میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے (ابوجہل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ سنکر دونوں نے پہلے تو اس کو گھور گھور کر دیکھا اور بے انتہا پھرتی کے ساتھ میان سے تلوار نکال کر اس کی دھار کو جانچا اور پھر ابوجہل کو دیکھتے ہوئے سرپٹ بھاگے چلے گئے۔

قریب پہونچ کر اس کو پکارا۔ او مردود! کیا تو ہی ہمارے پیارے نبی کو گالیاں دیا کرتا ہے ـــــ سن اور ہوش میں آ ـــ ! ہم تجھ سے بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں۔

یہ سنکر ابوجہل غصے سے بیتاب ہو گیا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ان لڑکوں نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فوراً ایک نے ابوجہل کے اوپر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا اور دوسرے نے گھوڑے پر وار کر دیا۔ زخم کی تاب نہ لاکر گھوڑا فوراً زمین پر گر پڑا۔ اور اس کے ساتھ ابوجہل بھی۔ بس پھر کیا تھا۔ تلوار لیکر یہ دونوں بچے اس پر پل پڑے۔ اور اس کو اس قدر زخمی کر دیا کہ وہیں پڑا تڑپتا رہے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دے۔ اور وہاں سے چل دیئے معوذ بن عفراء ان کے بھائی نے اس خیال سے کہ کہیں اٹھ کر بھاگ نہ جائے۔ دو تین تلوار کے ہاتھ اور رسید کر دیئے لیکن ابوجہل نے پھر بھی جان نہیں توڑی۔ اور شور کرتا رہا۔ آخرکار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آگے بڑھے ... اور اس کا سر تن سے جدا کر کے حضورؐ کے پاس لے آئے۔

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

جس دنیا میں ہم رہتے ہیں، جس زمین پر ہم چلتے ہیں، جس ہَوا سے ہم گزرتے ہیں، جس آسمان کے نیچے ہم بستے ہیں، اس کا دستور، اس کا طریقہ، اور اس کا آئین۔ آدم کے وقت سے ہم نے یہ ہی دیکھا کہ جہاں رات ہے وہاں دن، جہاں تاریکی ہے وہاں اُجالا، جہاں گرمی ہے وہاں سردی، جہاں خشکی ہے وہاں تری، جہاں بیماری ہے وہاں تندرستی، جہاں کمزوری ہے وہاں توانائی، اور جہاں فرعون ہے وہاں موسیٰؑ۔ غرض کہ شیطانی و رحمانی طاقت کی نسبت اگر ہم لازم و ملزوم کا فیصلہ کر دیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا ٹھیک اسی طرح جب بھی اس زمین پر گناہوں کا زور اور بدیوں کا دور دورہ ہوا۔ جب بھی کفر و ضلالت، فسق و فجور، ظلم و تعدّی کی حکمرانی خباثت۔ شرارت۔ دغابازی۔ بے حیائی۔ اور بے ایمانی کا تسلّط ہوا، جب بھی روحانیت کا مطلع غبار آلود اس کی فضائیں مکدر اور مسموم ہو کر شیطانی طاقتوں کو عروج ہوا۔ اسوقت خدائے تعالےٰ کی ازلی فیاضی ابدی رحمت اور دوامی شفقت نے مطلع صاف تاریکی دور اور صبح کا تڑکا نمودار کیا۔ انسان کی فلاح۔ اس کی بہبود اس کی ترقی کے لئے وہ کچھ کیا جو اس کی شایانِ شان تھا۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کے کسی حصے پر جب بھی روحانی خزاں آئی تو اسی وقت کوئی نہ کوئی چشمۂ نبوت نمودار ہوا اور تشنہ کام انسانوں کے لئے آبحیات سے زیادہ اکسیر ثابت ہوا اور اپنی بے شمار برکتوں و حلاوتوں سے انسانوں کو شیاطین کے دامِ فریب سے نکال کر فرشتوں کی صف میں کھڑا کیا گیا۔

جس کی شیرینی اور خوش ذائقی کے باعث آپس کی شفقت محبت تحمّل و بردباری اور برادرانہ مساوات کی تعلیم دی گئی جس کی زبردست قوتِ حیات کے باعث قلوب کی بنجر اور سنگلاخ

زمین میں ایمان و صداقت کی تخم ریزی اور اس تخم کے سرسبز و شاداب رکھنے اور ان کے بار آور کرنے کے لئے آسمان سے وحی الٰہی کی لگاتار اور موسلادھار بارشیں برسائی گئیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ (پ ۱۴ النحل ۵)

اور بھیجے ہم نے ہر قوم میں رسول پیغام دے کر اس بات کہ غلامی کرو اللہ کی اور بچو ناحق سرداری کے دعوی دار سے پھر کسی کو تو اللہ نے ہدایت دی اور کوئی گمراہی میں پڑا رہا

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پ ۱۳ - الرعد ۲)

آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ روئے زمین کی ہر آبادی، ہر قوم، ہر ملک اور ہر نسل کے لئے ہر زمانے میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کی راہ دکھانے۔ اس کی آواز پہنچانے، غافلوں کی غفلت دور کرنے، سوتوں کو جگانے، گمراہوں کو راستہ بتانے، بھولوں کو یاد دلانے، ڈوبتوں کو تیرانے، گرتوں کو اٹھانے، سسکتے ہوئے انسانوں کو حیات بخشنے، روحانیت کی برباد شدہ دنیا کی تعمیر کرنے اور قلوب و ارواح کے ویران گھروں کو آباد کرنے کے لئے حکومت الٰہی کے سفیر اور عرش الٰہی کے بے شمار نمائندے یعنی ان گنت پیغمبر اس دنیا میں آئے اور یہ سلسلہ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک برابر جاری رہا۔ اور ان مبارک ہستیوں کا تعارف قرآن پاک میں کبھی بشیر و نذیر کے ساتھ کبھی داعی الی اللہ کے ساتھ کبھی رسل اللہ کے ساتھ اور کبھی نبی اور انبیاء اللہ کے ساتھ کرایا گیا چنانچہ ارشاد ہے

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (پ ۶ - النساء رکوع ۲۴)

اللہ نے پیغمبروں کو ہمیشہ بھیجا کہ ماننے والوں کو خوشخبری اور ہٹ دھرم یعنی ضدی لوگوں کو خطرناک انجام سے ڈرائیں تاکہ رسولوں کی آمد کے بعد انسانوں کو اللہ پر الزام کا موقع باقی نہ رہے۔ اور اللہ بڑی حکمت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (پ ۲۲ رکوع ۲ - سورہ احزاب)

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔

ایک یہودی کے لئے حضرت موسیٰؑ کے سوا کسی اور پیغمبر کو ماننا ضروری نہیں العیاذ باللہ حضرت سلیمانؑ کو ساحر اور کافر اور حضرت مسیحؑ کو جھوٹا اور کذاب کہہ کر بھی مقدس یہودی رہ سکتا ہے نصرانی حضرت مسیحؑ کو ان کے سوا سب تمام پیغمبروں کا انکار ہی نہیں بلکہ ان کو چور ڈاکو کہہ کر بھی پکا عیسائی رہ سکتا ہے۔ ہندو تمام دنیا کو شودر ملیچھ اور چنڈال کہہ کر بھی پکا ہندو اور بھگت رہ سکتا ہے مجوسی دنیا کے تمام مقدس پیشواؤں کو لٹیرے دجال اور شعبدی کہہ کر بھی خدا کا مقرب اور برگزیدہ انسان ہو سکتا ہے۔

لیکن خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناممکن کر دیا ہے کہ کوئی شخص ان کی پیروی کا دعویٰ کر کے ان سے پہلے کے تمام مقدس پیشواؤں اور خدا کے کسی پیغمبر کا ہی نہیں بلکہ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین اور بے ادبی ہی کر سکے آپ نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا

لَا تُفَضِّلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى میری فضیلت یونس بن متی پر مت جتلاؤ

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں جو دعا پڑھتے تھے اس دعا میں ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا۔

وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ (بخاری، باب تہجد) سب نبی حق پر ہیں اور محمد بھی حق پر ہے۔

غرض کہ کوئی شخص اس وقت تک محمدی نہیں ہو سکتا جب تک کہ پہلے وہ موسوی و عیسوی اور رومی و ایرانی نہ بن لے اور کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ دنیا کے تمام پیغمبروں اور مذہبی پیشواؤں کی نسبت یکساں طور پر صداقت حقانیت، راستبازی اور معصومیت کا اقرار اور یقین نہ کرے کہ ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے عرب کی طرح ہر ملک اور ہر نسل کو اپنی رسالت اور پیغمبری کے جلیل القدر عہدہ پر سرفراز فرمایا۔ اور تمام اقوام کے مذہبی پیشواؤں اور رہبروں کی تصدیق کرنا ان کو معصوم اور پاک سمجھنا اور ان کے تقدس، تقویٰ، طہارت اور بزرگی پر یقین رکھنا تمام مسلمانوں پر اسی طرح فرض ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا

چنانچہ قرآن پاک کے ذریعے اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کی زبانوں سے صاف صاف اور غیر مشروط طور پر اس چیز کا اقرار ان الفاظ میں کرایا گیا۔

۱۔ دیکھو موجودہ انجیل

قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَآ اُوۡتِىَ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ؁ (پارہ ایک سورہ بقر رکوع ۱۶)

تم کہدو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور اس کی اولاد پر اور اس پر جو دیئے گئے موسٰی اور عیسٰی اور ان کے علاوہ جو کچھ دیا گیا دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ان سب میں سے ایک میں بھی اور ہم اس پروردگار کے فرماں بردار اور تابعدار ہیں ۔

اس آیت میں ہماری بحث لفظ وَالنَّبِيُّوْنَ سے ہے کہ کل دنیا کے مسلمان خدا کے ہر نبی کو بلا تفریق اور بلا امتیاز قوم و نسل مانتے و تسلیم کرتے ہیں اور دنیا میں جس قدر بھی نبی آئے سب کے سب ہماری آنکھوں کے نور دلوں کے سرور اور سروں کے سرتاج ہیں کیونکہ یہ مبارک ہستیاں ہمارے خدا کی بھیجی ہوئی اور مقرر کی ہوئی ہیں اس لئے خواہ وہ ہمارے زمانے میں ہوں یا نہ ہوں بہر حال ان کا احترام اور عزت ہمارا اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے نبیّون نبی کی جمع ہے اور نبی بنایا گیا نبوت سے اور نبوّت کے معنے عربی لغت میں یہ لکھے ہیں ۔

اَلْاِخْبَارُ عَنِ الْغَيْبِ اَوِ الْمُسْتَقْبَلِ بِاِلْهَامٍ مِّنَ اللّٰهِ — اللہ کے الہام اور بتلانے سے غیب اور بن دیکھی باتوں یا آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دینا۔

اَلْاِخْبَارُ عَنِ اللّٰهِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ تَعَالٰے　منجد الصغیر صہ ۵۸۳ — اللہ کی ذات و صفات اور تمام ان چیزوں کی خبر دینا جو خدا کے ساتھ متعلق ہیں ۔

پس عربی لغت میں نبی اس کو کہتے ہیں جو غیب اور بن دیکھی باتوں یا آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبریں بتلائے اللہ کی ذات و صفات اور اس کے حکموں کی خبر مخلوق کو پہنچاوے ۔

نبی کی جمع انبیاء اور نبیون آتی ہے ۔ اور شرع میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس کو خدائے تعالے اپنے بندوں کی طرف اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے (بطور پیغمبر کے) بھیجے[1] ۔ اور بعض جگہ اس نبوت کو رِسَالَۃ کے ساتھ تعبیر کیا ہے چنانچہ حضرت نوح کی قوم نے جب ان سے یہ کہا کہ :۔

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (پارہ ۸ ع ۱۵) — ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ نوحؑ تو تو بہک گیا۔

---

[1] دستورالعلماء ج ۳ ص ۲۹۵ مطبوعہ حیدرآباد

تو اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(پارہ ۸ رکوع ۱۵)

اے قوم میں بہکا نہیں لیکن میں تو رب العلمین کا رسول ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ تم کو خدا کے احکام پہنچاؤں اور میرے آنے کی غرض صرف اتنی ہی ہے کہ قوم تک اچھی اچھی باتیں پہنچاؤں کیونکہ اللہ کے فضل سے مجھکو وہ خبریں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں۔

اور کسی موقعہ پر اس نبوت و رسالۃ کو نور یعنی خاص قسم کی روشنی سے تعبیر فرمایا گیا جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قران پاک کا ارشاد ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(پارہ ۶ رکوع ۷)

بیشک آ چکی تمہارے پاس خدا کی سب سے بڑی روشنی اور ظاہر کرنے والی کتاب

چنانچہ علامہ فارابی جو مسلمانوں میں دوسرے نمبر کے فلسفی ہیں اپنی کتاب فصوص الحکم میں نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ نبی کی روح میں ایک قوت قدسیہ ہوتی ہے جس طرح تمہاری روح اپنے جسم میں تصرف کرتی ہے اور تمہارا جسم تمہاری روح کا تابع و فرمانبردار رہتا ہے۔ اسی طرح نبی کی یہ روح قدسی پورے جہاں پر حکومت کرتی ہے اور اس جہان کی چیزیں اس کے تابع اور مطیع ہو جاتی ہیں۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

عام انسانوں کی روح کا یہ حال ہے کہ جب اس کے حواس ظاہری کسی کام میں مشغول ہوتے ہیں تو اندرونی حواس بے کار ہو جاتے ہیں اور جب اندرونی طاقتیں کام کرتی ہیں تو بیرونی طاقتیں بیکار ہو جاتی ہیں مگر نبی کی روح کا یہ حال ہوتا ہے کہ حواس ظاہری کی مشغولیت" ان کے حواس باطنی کو اور حواس باطنی کی مصروفیت" حواس ظاہری کو بیکار نہیں ہونے دیتی بلکہ وہ بیک وقت سوتے بھی ہیں اور جاگتے بھی ہیں۔

اس کے بعد فقرہ ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

عام لوگوں کی روح اس قدر عاجز اور بے بس ہے کہ نہ صرف حواس ظاہری کی مشغولیت حواس باطنی

کو اور قواس باطنی کی مصروفیت حواس ظاہری کو" اپنے فرائض سے روک دیتی ہے بلکہ خود اس کے ایک حس کی مشغولیت دوسرے حس کو بیکار کر دیتی ہے۔ ہم جس وقت غور سے سنتے ہیں دیکھتے نہیں "جب پوری طرح گہری نظر سے کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو سنتے نہیں" جب ہم بُری طرح کی خبر سے خوفزدہ ہوتے ہیں تو بھوک نہیں لگتی جب پوری طرح کسی کام پر غور کرتے ہیں تو ذکر نہیں ہوتا اور جب پوری توجہ سے ذاکر ہوتے ہیں تو فکر نہیں ہوتی لیکن ارواح قدسیہ کی یہ کیفیت نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس انکے تو ظاہری و باطنی حواس ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ شعر

از برون در میانِ بازارم — وز درون خلوتیست با یارم

مولانا رومؒ کے نزدیک نبی وہ ہے جس میں تین باتیں جمع ہوں۔

اوّل:۔ یہ کہ "اس کو وحی کے ذریعے امور غیب یعنی برزخ قیامت۔ جنت دوزخ وغیرہ پر واقفیت ہو۔

دوسرے:۔ یہ کہ "فرشتے اس کو نظر آئیں اور اس سے باتیں کریں۔

تیسرے:۔ یہ کہ "اس سے معجزات کا ظہور ہو[1]

امام غزالیؒ نے نبوت کی فلسفیانہ تشریح اس طرح فرمائی ہے۔

نبوت: انسانیت کے درجے سے بہت اونچی چیز ہے۔

جس طرح انسانیت حیوانیت سے بہت اونچی چیز ہے

نبوت کوشش محنت عمل اور جستجو سے نہیں ملتی بلکہ یہ خدا کا عطیہ اور محض اس کا فضل ہے"

حاصل یہ ہوا کہ نبوت خدائے تعالےٰ کی ایک خاص قسم کا منصب اور جلیل القدر عہدہ اور مخصوص روشنی ہے جو خداوند تعالےٰ محض اپنی حکمت اور دانائی سے لاکھوں انسانوں میں سے اس کے لئے بہتر سے بہتر اور قابل سے قابل انسان چن کر انکی روح۔ ان کے دلوں اور ان کے سینوں کو اس روشنی کے ساتھ منور کر دیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (پارہ ایک رکوع ۱۲)

اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں مخصوص فرما لیتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔

تاکہ نبوت کی اس خاص روشنی کے ذریعے خدا کی مخلوق کفر و شرک کی تنگ و تاریک گھاٹیوں اور اور نفسانیت کی خطرناک وادیوں سے نکل کر صراطِ مستقیم پر قائم ہو کر امن چین کی زندگی بسر کرسکے۔

---

[1] سیرۃ النبی جلد ۴ صفحہ ۵۱

زندگی؟

(از جناب حاجی میر منشی صاحب سرحدی راولپنڈی)

نظر میں جذبِ دل میں حوصلہ تھا زندگی وہ تھی   پیامِ موت پیغامِ بقا تھا زندگی وہ تھی
لہو تزئینِ دشتِ کربلا تھا زندگی وہ تھی   خدا کے ہم تھے اور اپنا خدا تھا زندگی وہ تھی

کہاں وہ زندگی اب زندگی کا نام باقی ہے
نہ وہ ساغر نہ وہ بادہ نہ وہ محفل نہ ساقی ہے

ہلال اپنے لئے قومی نشاں تھا زندگی وہ تھی   ہمارے ہاتھ میں سارا جہاں تھا زندگی وہ تھی
زمیں اپنی تھی اپنا آسماں تھا زندگی وہ تھی   طبیعت جوش پر تھی دل جواں تھا زندگی وہ تھی

نہ اب وہ ولولے دل میں نہ اب وہ جوش ہے دل میں
الٰہی اے خبیر بندے ہیں تیرے سخت مشکل میں

ہماری جب حقیقت پر نظر تھی زندگی وہ تھی   طبیعت خوگرِ تیغ و تبر تھی زندگی وہ تھی
یہ دنیا خوف سے زیر و زبر تھی زندگی وہ تھی   بقا جب مرگِ غم سے بیخبر تھی زندگی وہ تھی

مگر اب انقلابِ وقت سے زیر و زبر ہیں ہم
نہیں معلوم خود ہم کو کہاں ہیں اور کدھر ہیں ہم

طبیعت جب حقائق آفریں تھی زندگی وہ تھی   درِ معبود پر اپنی جبیں تھی زندگی وہ تھی
ہمیں پروائے جان و دل نہیں تھی زندگی وہ تھی   فدائے قوم جب جانِ حزیں تھی زندگی وہ تھی

نہ اپنی فکر باقی ہے نہ فکرِ قوم ہے ہم کو
حصولِ زندگی سمجھے ہوئے ہیں عشق کے غم کو

حمیت میں تموج ہے نہ ایماں میں فراوانی   برائے نام باقی ہے مسلماں کی مسلمانی
سکون و عیش و راحت سے بدل دی جوش سامانی   بہت محدود کر لی ہم نے اپنی حد امکانی

سنبھل اے مسلمِ ہندی! کہ طیاری کا وقت آیا
جہاں تو جاگ اٹھا اب تیری بیداری کا وقت آیا

نیکی کا بلاوا

اگر آپ کو اپنی آخرت پیاری ہے۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی کو آپ بہتر سے بہتر بنانا چاہتے ہیں............ تو

تفسیر مجالس القرآن کی اشاعت میں حصہ لیجئے

ادارہ تبلیغ اسلام دہلی۔ زبردست علماء حق کی نگرانی میں اس تفسیر کو تیار کرا رہا ہے۔ یہ تفسیر ان پڑھ اور معمولی پڑھے لکھے اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی موجودہ اخلاقی معاشرتی۔ اقتصادی۔ تمدنی اور سیاسی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر خصوصاً تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن پاک میں آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرنے کی غرض سے تیار کی جا رہی ہے۔ یہ تفسیر انشاء اللہ اس درجہ مکمل و مدلل ہوگی کہ اس ایک تفسیر کے چھپ جانے کے بعد مسلمانوں کو کسی دوسری تفسیر کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔............ کیونکہ

تفسیر مجالس القرآن کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں

(۱) یہ تفسیر تمام معتبر قدیم تفاسیر۔ مثلاً روح المعانی۔ ابن کثیر۔ ابن جریر۔ بیضاوی۔ کشاف۔ کبیر۔ خازن وغیرہ کا نچوڑ اور خلاصہ ہے

(۲) زبان اس قدر سلیس اور با محاورہ ہے کہ آپ، آپ کے بچے، مستورات اور کم علم لوگ بھی انشاء اللہ اس تفسیر سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں گے

(۳) **قرآن مجید اس قلم سے لکھا جائیگا** اور ترجمہ اس قلم سے ہوگا۔

اس کے بعد تفسیری مضامین لکھے جائیں گے۔ گویا کہ "مجالس القرآن" مترجم قرآن پاک بھی ہوگا۔ اور قرآن کریم کی مکمل تفسیر بھی

(۴) یہ تفسیر نہ اس قدر ضخیم اور لمبی ہوگی کہ آپ پڑھتے پڑھتے اکتا جائیں۔ اور نہ اتنی مختصر ہوگی کہ پڑھکر بھی آپ پیاسے رہ جائیں۔

اس تفسیر کی اشاعت میں آپ کیونکر حصہ لے سکتے ہیں؟

پہلی صورت تو یہ ہے کہ آپ اپنی پر خلوص کوششوں سے رسالہ "آفتاب نبوت" کے کم از کم دس خریدار بنا کر اس تبلیغی ادارہ کو مضبوط اور مستحکم بنا دیجئے۔ تاکہ ادارہ مستقل طور پر زیادہ سے زیادہ مذہبی خدمات انجام دے سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے شہر یا قصبہ کی چار جامع مسجدوں کے پیش اماموں کے نام اپنی طرف سے رسالہ آفتاب نبوت اس شرط کے ساتھ جاری کرا دیجئے۔ کہ یہ پیش امام صاحبان ہر جمعہ کو خطبہ سے پہلے نمازیوں کو رسالہ میں سے یہ تفسیر پڑھکر سنا دیا کریں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ آپ خود ہر جمعہ کو خطبہ سے پہلے تھوڑی دیر نمازیوں کو یہ تفسیر سنا دیا کریں۔ اور اس طرح پر اسلام کی خاموش تبلیغ اور مذہب کی ٹھوس خدمات انجام دیجئے۔............ فرمائیے ان تینوں صورتوں میں سے آپ کو کونسی صورت منظور ہے

مہربانی فرما کر اس سلسلہ میں آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں اس کو ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر ہمیں مطلع فرما کر ادارہ کو ممنون فرمائیں

ہر مسلمان کا اس صدقہ جاریہ میں حصہ لینا مذہبی اور اسلامی فرض ہے

منیجر ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار احاطہ کدارہ دہلی

(اداریہ)

قرآن پاک کی تفسیر کا یہ سلسلہ مستقل طور پر ماہنامہ آفتاب نبوت میں مجالس القرآن کے نام سے شروع کیا جارہا ہے۔ تاکہ ناظرین آفتاب نبوت دیگر مذہبی معلومات کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تفسیر سے بھی واقف ہوتے رہیں۔ حق تعالیٰ اس سلسلہ کو اور ہمارے دوسرے سلسلوں کو مقبول فرمائے آمین

"مدیر"

پہلی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوّل سے آخیر تک جس قدر عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر تعریفیں اور خوبیاں بیان ہوئیں یا ہوسکتی ہیں ان سب کا حقیقی مستحق وہی خدا ہے جس نے اپنی کتاب (قرآن پاک) کو الحمد کے ساتھ شروع فرمایا" جس نے آسمان و زمین اور اپنی کل کائنات کی تخلیق (پیدائش) کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ (پ ۷ سورۂ انعام - ۱)

سب (عمدہ سے عمدہ) تعریفوں کا مستحق وہی اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور اندھیروں اور روشنی کو ظاہر فرمایا۔

اور اسی طرح مخلوق کے خاتمہ اور آسمان و زمین اور کائنات کی انتہا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ (پ ۲۴ - سورۂ زمر - ۸)

اور تو دیکھے گا کہ عرش الٰہی کے چاروں طرف فرشتے گھیرا ڈال کر اپنے رب کی حمد و ثنا تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہونگے اور حق کے فیصلے ان کو سنا دیے جائیں گے اور اعلان کردیا جائے گا کہ ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو کل جہاں کا رب ہے۔

اور درود و سلام نازل ہو اس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جس پر تمام رسولوں اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم اور جن کی نبوت و رسالت و ہدایت کو ہر زمانے کے انسانوں اور جنات کے لئے عام کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

اے محمد تم (سب لوگوں سے) کہدو کہ میں تم سب کی طرف اس خدا

اَلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ص — کا پیغام لے کر آیا ہوں جو آسمان و زمین کا مالک (اور سب کا) مارنے اور جلانے والا ہے۔

(پ ۹ سورہ اعراف - ۱۹)

اور خدا کی ان گنت اور بے شمار رحمتیں نازل ہوں اس برگزیدہ انسان پر جو بنی نوع انسان کے لئے ایک جامع قانون اور انکی زندگی کا مکمل سکہ اور مدلل دستور لے کر دنیا پر ظاہر ہوئیں جس کے انکار کرنے اور ماننے پر دنیا کی تباہی اور آخرۃ کی بربادی کی خبر ان الفاظ میں سنائی گئی۔

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ — اور جو بھی اس (قرآن) کا انکار کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(پ ۱۲ - سورہ ھود - ۲)

اور جس کی تکذیب اور جھٹلانے پر خدا کی پکڑ اور اس کے قہر و عذاب کا اعلان اس طرح کیا گیا۔

فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ ط سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ o وَاُمْلِیْ لَھُمْ ط اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ — پس چھوڑ دے تو مجھے اور اس کو جو جھوٹا بتلائے اس کتاب کو میں ان کو رفتہ رفتہ اس طرح پکڑوں گا کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا اور تدبیر سے ان کو سزا دوں گا۔ بیشک میری تدبیر زبردست قوت والی ہے۔

(پ ۲۹ - سورہ القلم - ۲)

اور کروڑ در کروڑ شکریے کے مستحق ہیں ان کے صحابہؓ جنہوں نے قرآن کی اصلی منشا اور اس کی غرض غایت سے ہم کو عملاً سبق دے کر اللہ کے اس فرمان پر عمل کرنے کی راہ ڈالی۔

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ — اس مبارک کتاب کو ہم نے تیری طرف (اس لئے) اتارا تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و خوض کریں اور عقلمند لوگ (اس سے) نصیحت حاصل کریں۔

(پ ۲۳ ص - ۳)

جس کتاب کے بارے میں مخلوق کی شکایت کرتے ہوئے فرمایا گیا

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا o — یہ لوگ قرآن سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے کیا انکے دلوں پر تالے لگ گئے؟

(پ ۲۶ سورہ محمد - ۳)

ہماری غرض ان آیات کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ اس قوم کے وہ مسلمان جو قرآن کے معنی سمجھنے اور اس کے مطالب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتے وہ اچھی طرح اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ قرآن پاک کے اتارنے کی غرض الٰہی صرف یہ ہے کہ مخلوق اپنے خالق و مالک کے کلام اور اس کے پیغام کو سمجھ لے اور پوری طرح سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگے۔"

اس لئے قرآن کے جاننے والے علما پر فرض ہے کہ کلام الٰہی کے صحیح مطالب اس کے معانی اور اس کے مقاصد کو مخلوق کے سامنے واضح اور ظاہر کر دیں - اور بلا خوف و بغیر کسی لالچ اس کی حقیقی تفسیر و تشریح کرنے سے نہ چوکیں۔ اور عوام الناس یعنی وہ لوگ جو کلام الٰہی کے مفہوم و معانی کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ اس کے مقاصد سے واقف ہیں ان پر فرض ہے کہ خدا کی اس مقدس کتاب کو سیکھیں اور سمجھیں اور جیتے جی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اندریں رہ می تراش و می خراش تادمِ آخر دمے فارغ مباش

لیکن افسوس صد افسوس کہ عوام تو اپنے فریضہ سے غافل ہو ہی گئے تھے لیکن کیا کیا جائے اس وقت کے بیشتر علما بھی فرض ناشناس سست اور کم ہمت و کاہل اور آرام طلب بن گئے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خدائے پاک کا ارشاد ہے :-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ — اور جب وعدہ لیا تھا اللہ نے ان

اَلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکۡتُمُوۡنَهٗ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ وَاشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ۝

(پ ۴ سورہ آل عمران - ۱۹)

لوگوں سے جن کو کتاب کا علم دیا گیا کہ وہ اس کو لوگوں کے سامنے اپنے خوف خطر اچھی طرح ظاہر کرتے رہیں اور کسی طرح بھی اس کو چھپائیں نہیں لیکن ان عالموں نے اس عہد کو پیچھے ڈالدیا اور اس کے بدلے دنیا طلب کرنے لگے پس ان کا یہ بیوپار نہایت گندہ اور ناپاک ہے۔

اور قرآن پاک کی دوسری آیت میں ان عالموں کی خبر لی گئی جو اپنے کسی مطلب، لالچ، خوشامد۔ یا خوف اور ڈر کے باعث تبلیغ حق اور کلام الٰہی کی ٹھیک اشاعت نہیں کرتے بلکہ سرمایہ داروں حاکموں اور بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی میں آکر ان کے منشأ کے مطابق کلام الٰہی کا صحیح مفہوم اور اس کے حقیقی مطلب ہی کو ادل بدل کر غلط فتویٰ دینے کے عادی ہو گئے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَاَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنۡظُرُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیۡهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝

(پ ۳ - سورہ آل عمران - ۸)

جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو معمولی سی قیمت کے بدلے فروخت کر ڈالیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اللہ اور نہ قیامت کے دن اللہ ان سے کوئی بات کرے گا اور نہ انکی طرف رحمت بھری نظر سے دیکھے گا اور نہ پاک کرے گا ان کو - اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کو ہم سے پہلے کُتُبِ الٰهیہ (خدا کی کتابیں) دی گئی تھیں انہوں نے ان سے مونہہ پھیر لیا - اور رات دن دنیا کمانے اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں پڑ گئے - اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کے پیچھے پڑ کر اس کی پاک کتاب کو چھوڑ بیٹھے، خدا نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا اور خدائی لعنت اور پھٹکار کے باعث مخلوق کے دلوں میں نہ ان کی عزت باقی رہی نہ وقار و اقتدار ہی قائم رہا۔

آہ! اگر ان آیات کے مطابق ہم اپنے زمانے کے مسلمانوں کو پرکھتے ہیں تو ہم بھی پہلی مغضوب و ملعون خدا کی پھٹکاری اور دھتکاری ہوئی امتوں کی طرح، کلام الٰہی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیا کے جمع کرنے اور حلال و حرام کی تمیز نہ کرتے ہوئے اس کے حاصل کرنے میں پڑ چکے ہیں - خدا " خدا کی کتاب" اور خدا کے رسول کو چھوڑ بیٹھے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کتنے مسلمان ہیں، جو کتاب اللہ کو سمجھتے اس کی ہدایات اور رہنمائی کے مطابق اپنی زندگی بنانے میں کوشاں رہتے ہوں؟ محض یہی وجہ ہے کہ خدا نے پہلی امتوں کی طرح ہم کو بھی ذلیل و خوار کر دیا - نہ ہماری حکومت ہے نہ کوئی سلطنت نہ عزت ہے نہ اقتدار اور مزے داری یہ کہ دولت موجود ہے لیکن پھر بھی ہم بے دولت ہیں دیکھنے میں مال موجود لیکن برکتوں سے خالی - بظاہر اولاد موجود ہے لیکن مستقل مصیبت اور ہر وقت کا دکھ ہم زندہ بھی ہیں لیکن اس زندگی کے ساتھ جو موت سے ہزار درجے بدتر وہ زندگی جو سینکڑوں مصائب، بے شمار تفکرات اور ہزاروں بیماریوں سے گھری ہوئی اس کے علاوہ باہمی قتل و قتال - روزانہ کی خونریزی و فساد اور ناگہانی موتیں ہمارے لئے ہر وقت کا سوہان روح بنی ہوئی ہیں جس کے باعث راتوں کی نیند حرام اور دنوں کا چین مفقود و معدوم ہو چکا ہے - لیکن خدا کے اس قدر عذاب اور اتنی ٹھوکریں کھا کر اور بار بار جھنجھوڑنے پر بھی ہماری یہ کیفیت کہ " خدا کی مسجدیں ویران - دینی مجلسیں سنسان اور ذکر کی غفلت کے باعث ہمارے مکانات قبرستان بنے ہوئے ہیں

اور اس کے مقابلے میں سینما گھر۔ ناچ گھر۔ قمار خانے شراب خانے زیادہ تر ہمارے ہی دموں سے آباد اور بارونق بنے ہوئے ہیں۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

کیا ایمان والوں کے لئے ابتک وہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کے ذکر اور جو کتاب حق انکی طرف اُتری ہے اس سے کانپ اٹھیں اور یہ ان لوگوں کی طرح نہ بن جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی لیکن ابھی کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر لوگ نافرمان بن گئے خوب سمجھ لو مردہ (خشک) زمین کو جلانا (ترو تازہ) کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔ ہم نے تو تمہاری سمجھ بوجھ کے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کر دیں

(پ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ حدید)

ان آیتوں کے ترجمے میں غور کیجیے کہ کس لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا کہ جس طرح سوکھی ہوئی زمین بارش کے پانی سے لہلہانے لگتی ہے اسی طرح وہ دل جو نافرمانیوں اور گناہوں کی آلودگی کے باعث سخت اور بے نور بن چکے ہیں۔ قرآن پاک ہی کی آیات سے نرم و نورانی اور تروتازہ بن سکتے ہیں۔

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر پہلی امتوں کی طرح مذموم و ملعون نہ بنیں بلکہ انہیں چاہیئے کہ احکام خداوندی کی تعمیل میں دل سے جان سے لگے رہیں اور قرآن پاک کے سیکھنے سکھانے سمجھنے اور سمجھانے میں ظاہری طور پر مصروف اور عملی طور پر قرآن کے مطابق اپنی زندگی بنانے میں مشغول رہیں۔

تفسیر کرنے کا طریقہ | قرآن پاک کی آیتوں کی تفسیر اور تشریح کرنے کا بہترین طریقہ تو یہ ہے

پہلا طریقہ | ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کی جائے اس لئے کہ قرآن پاک میں کسی جگہ کوئی مضمون مجمل اور مختصر ہے تو دوسری جگہ وہی بیان واضح اور باتفصیل بھی ہے اگر ایسا نہ ہو تو تفسیر کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ

دوسرا طریقہ | قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جائے۔ کیونکہ حدیث قرآن پاک ہی کی شرح اور تفسیر ہے بلکہ امام شافعیؒ نے تو فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام قرآن ہی سے سمجھے ہوئے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۝

ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تم پر اس لئے اتاری تاکہ تم لوگوں کے درمیان خدا کے سمجھائے ہوئے احکام کے ساتھ فیصلے کر سکو۔

(پ ۵ ۔ سورہ النساء رکوع ۱۲)

اور جب آیت کی تفسیر کے لئے کوئی حدیث بھی نہ ملے تو

تیسرا طریقہ | یہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ کے اقوال سے قرآن کی تفسیر کی جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابۂ کرام ہی قرآن کی تفسیر اس کے مطالب اور اس کے مواقع کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اس لئے کہ قرآن پاک نازل ہونے کے وقت جو کچھ قرائن۔ حالات اور مواقع پیش آتے تھے۔ ان کو صحابۂ کرام کی نگاہیں اچھی طرح دیکھتیں اور ان کے دماغ اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ حضورؐ کے فیض صحبت اور انکی ایمانی قوت کے باعث اُمت میں دین کی کامل سمجھ بوجھ اور شریعت کا صحیح علم اور مکمل عمل بھی صحابۂ کرام ہی کو حاصل تھا اور خاصکر وہ حضرات جیسے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور عبداللہؓ ابن مسعودؓ وغیرہ۔

(باقی آئندہ)

مسلمانوں کی ترقی کا راز

(از حضرت مولنا شبیر صاحب عثمانی دیو بندی)

اسلام نے جس برق رفتاری سے اقصائے عالم پر اپنی فتوحات کا سکہ بٹھایا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک عجوبہ اور نادر ترین شاہکار ہے۔ بھوکے پیاسے مفلس و نادار چند لاکھ نفوس کا دنیا پر چھا جانا اسلام کی تاریخ کا وہ تعجب خیز کارنامہ ہے کہ دنیا کی تاریخ اقوام میں اس کی نظیر ملنی دشوار ہے۔ دنیا کا کونسا بر اعظم یا کونسا ملک ہے جہاں مٹھی بھر مسلمانوں نے اپنی یمانی اور روحانی طاقت سے سکہ نہ بٹھایا ہو۔ علوم و عرفان تہذیب و تمدن اختراعات اور صناعات کے دریا نہ بہا دیئے ہوں۔ جس وقت مسلمانوں نے حدود جزیرۃ العرب سے اپنا قدم یورپ اور ایشیا کی طرف بڑھایا فتح و کامرانی نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اور انکی قدمبوسی کی۔ سر اطاعت خم کیا۔ اگر اس کے بعد مسلمانوں میں انتشار اور افتراق کی وبا نہ پھوٹی ہوتی تو ربع مسکون پر اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوتا لیکن پھر بھی آج دنیا کا کوئی گوشہ نہیں ہے جہاں توحید و رسالت کے پجاری موجود نہ ہوں۔ ان چند سطور میں تفصیلات کا پیش کرنا دشوار ہے۔ تاریخ کے صفحات مسلمانوں کے کارناموں سے لبریز ہیں۔

جس طرح اسلام کا ابتدائی دور اور اس کے فاتحانہ کارنامے توحید پرستوں کے لئے باعث فخر و مسرت ہیں اسی طرح اسلام کا آخری دور مسلمانوں کی پستی اور تنزل اسلامی سلطنتوں کا خاتمہ اور زوال وہ دردناک کہانی ہے جو نہ زبان سے کہی جا سکتی ہے اور نہ قلم احاطہ تحریر میں لا سکتا ہے۔

اسلامی انجمنوں کے مواعظ اور لٹریچر اور علمائے کرام کی تقاریر میں بار بار عہد قدیم کی داستان دہرائی جاتی ہے' ان کے فاتحانہ کارناموں کو سنایا جاتا

ہے۔ انکو شرم و غیرت دلائی جاتی ہے۔ انکو دعوت دی جاتی ہے کہ "محمد بن قاسمؒ" یا حضرت طارقؒ بن جائیں۔ مگر کیا صرف غیرت جوش دلانے یا تاریخ سنانے سے کوئی شخص محمد بن قاسمؒ یا طارق بن ولید بن سکتا ہے۔ یا کوئی آج تک بنا بھی ہے؟

ہمارے علماء کرام کے مواعظ اور تقاریر اگرچہ تاریخی روایات اور واقعات سے لبریز ہوتی ہیں مگر جس چیز کی کمی ہے تو وہ صرف یہ کہ آخر ہم جیسے انسان تھے وہ کونسی طاقت کارفرما تھی جس کے بل بوتے پر وہ نہ اقلیت و اکثریت کے سوال کو درمیان میں لاتے تھے اور نہ وہ دریاؤں کے سینے چیرنے یا پہاڑوں سے ٹکرانے کو معمولی بات سمجھتے تھے۔ نہ اس بات کا خیال دل میں لاتے کہ جن لوگوں کا ہمیں سامنا کرنا ہے وہ تعداد میں ہم سے کہیں زیادہ ہیں ایک طرف دشمن کی لاکھوں فوج جو کیل کانٹے سے لیس ہے دوسری طرف چند نفوس کی ایک مختصر سی جماعت ہے جن کے پاس نہ زرق برق وردی ہے نہ توپیں نہ مشین گنیں ہیں۔ کسی کے پاس نیزہ ہے تو کسی کے پاس صرف تلوار کوئی گھوڑے پر سوار ہے تو کوئی پیدل۔

آج جبکہ دنیا میں ہماری تعداد ۰ کروڑ کے لگ بھگ ہے اتنی تعداد کے باوجود ہماری غلامی انتہائی شرمناک اور بزدلانہ ہے۔ ہم دعوی کرتے ہیں کہ اگر آج ہم صحیح معنی میں سچے اور پکے مسلمان بن جائیں تو ع

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

دنیا ہماری ہے۔ دنیا کے ہم مالک ہیں۔ خدا کے نائب اور کرۂ ارض کا انتظام کرنے والے بھی ہم ہیں۔

ہم جوں جوں دنیا کے گرداب بلا میں پھنستے جا رہے ہیں. خدا اور خدائی تعلیم سے دور ہوتے جا رہے ہیں ہماری خصوصیات بھی فنا ہوتی جا رہی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ہماری کوئی زبردست طاقتور اسلامی سلطنت موجود نہیں ہے یورپ سے اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا۔ عرب میں رہا سہا جو کچھ بھی ہے وہ بھی دشمنان اسلام کے زیر اقتدار یا زیر اثر ہے۔ ایشیا میں ٹرکی کو چھوڑ کر کوئی ایسی اسلامی سلطنت ہے جو صحیح معنیٰ میں طاقتور یا مضبوط ہو اور وقت پڑنے پر دشمنان اسلام کی سرکوبی کر سکے۔ اگر ہم اپنے عروج و زوال اور ان کے اسباب پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت الم نشرح ہو کر سامنے آ جائے گی کہ مسلمانوں کا عروج و زوال ان کے افعال و اعمال کا نتیجہ ہے مسلمانوں کی سربلندی کا راز کیا ہے؟

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ　　تم ہی سربلند رہوگے اگر تم میں ایمان ہے

دوسری جگہ ارشاد باری ہے :-

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ　　اگر تم تم نہ رہوگے تو تمہاری جگہ وہ
ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○　　دوسری قوم کھڑی کردیگا جو تمہاری طرح نہ ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے :-

اَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ كَمَا تَكُوْنُوْا يُوَلّٰى عَلَيْكُمْ ○　جیسے تمہارے اعمال ویسے حاکم

ہم بیشک مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان اور موحد ہیں مگر ہم نے کبھی یہ سوچنے اور دیکھنے کی بھی کوشش کی ؟ کہ خدا تعالیٰ نے ایک سچے مسلمان کا نمونہ کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دنیا میں بھیجا تھا آیا ہم واقعی اس نمونے کے مطابق بھی ہیں یا نہیں ؟

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ　بلا شبہ رسول کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

اگر ہم اپنی زندگی اس نمونۂ کامل کی زندگی کے مطابق بنا لیں جس کی ذات پر پچوقتہ نمازوں میں دنیا کے رہنے والے تمام مسلمان. فرشتے اور خدا تعالیٰ درود بھیجتا ہے تو وہ دن دور نہیں کہ اسلام کا پھر بول بالا ہو اور دنیاوی زندگی میں ہمیں جن تکالیف اور مصائب کا سامنا ہے دور ہو جائیں۔ اس کے برعکس ہماری حالت یہ ہے کہ پدرم سلطان بود کا نعرہ لگائے جا رہے ہیں یا اپنے بزرگوں یا اولیائے کرام کی شفاعت کا سہارا لئے ہوئے ہیں اور بس۔ توحید و رسالت کا اقرار ہے تو صرف زبان سے دل سے کوئی تعلق نہیں. عمل سے کوسوں دور، قناعت اور توکل کا غلط مفہوم ذہن میں رکھ کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جانا ہمارا شیوہ۔

ایسی حالت میں جبکہ ہم عمل کے میدان میں آنے سے گھبراتے ہیں۔ خدا کی عظمت و تقدیس بیان کرنے میں تھوڑی دیر کے لئے جو تھوڑی سی جسمانی اذیت پہنچتی ہے اس کو برداشت نہیں کرتے خدا کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینا تو در کنار طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک معمولی بھوک و پیاس کی تاب نہیں لا سکتے خدا کے گھر کی زیارت سے افسوسناک محرومی، محض اس لئے کہ سرمائے سے محبت ہے۔ خدا کی راہ میں غریب رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور اصحاب حاجات کی مالی امداد کرتے ہوئے دل دکھتا ہے جو قوم عمل کے میدان میں اس درجہ کمزور ہو اس کو خدا تعالیٰ سے فلاح و بہبود کی توقع رکھنی نفس کو دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ✤ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبالؔ

مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیم دینے کے لئے توکلاً علی اللہ رسالہ **آفتاب نبوت** کا اجرا کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ صرف فرما کر اس کی پیش کردہ تعلیمات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

مُسلمان خاوند
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ عورت کے اس کے شوہر کے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے۔ آج کل کے خاوند کس طرح بے زبان عورتوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اور ان بے چاریوں کے ساتھ کس طرح بدسلوکی اور بے رحمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایسے ظالم اور بے رحم مردوں کے لئے خدائی قانون میں کیا سزا ہے۔ اور مسلمان خاوند کے کیا کیا فرائض ہیں۔ مسلمان خاوند اپنی بیوی کے ساتھ کیونکر زندگی گذارے۔ ان سب باتوں کا مفصل جواب آپ کو کتاب !
مُسلمان خاوند
میں ملے گا۔ ظالم سے ظالم خاوند بھی اس کتاب کو پڑھ کر موم ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے
قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے
ملنے کا پتہ۔ ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار دہلی
احاطہ کدارا
میری نماز
اس کتاب میں نماز کا مکمل فلسفہ کچھ ایسے طرز پر لکھا گیا ہے کہ خواہ کیسا ہی بے نمازی ہو اس کتاب کو ایک دفعہ پڑھ کر پکا نمازی بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں تمام عقلی شکوک کو فلسفہ کی روشنی میں جدید سائنٹیفک طریقہ پر سمجھایا گیا ہے نیز جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی پوری تسلی کردی گئی ہے مثلاً صبح کی نمازیں دو اور مغرب کی نمازیں تین فرض کیوں ہیں۔؟ اور ظہر، عصر، عشاء میں چار چار رکعت کیوں؟ یا رکوع ایک کیوں ہے؟ اور سجدے دو کیوں؟ یا نماز جماعت کا زیادہ ثواب کیوں ہے؟ اور تنہا نماز پڑھنے کا کم کیوں؟
غرض اس قسم کے ہر اعتراض کا دل لگتا جواب دیا گیا ہے۔ اور کسی شخص کو نماز پر اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ لہٰذا کتاب
میری نماز
ہر مسلمان مرد و عورت کو کم سے کم ایک بار پڑھنا اسلام کی خدمت اور تبلیغ دین کا ایک اہم جزو ہے۔
قیمت صرف ۱۲ .... قیمت مجلد ایک روپیہ
ملنے کا پتہ۔ ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار دہلی
احاطہ کدارا

اسلام دنیا کی نظر میں

(جناب مولانا مفتی الیاس الحسینی)

موجودہ زمانے کی روش نے جہاں دیگر اسلامی اعمال کو کمزور اور دینی چیزوں کو بے وقعت بنا دیا۔ وہاں خود مسلمانوں کے اندر یہ مرض بھی پیدا کر دیا ہے کہ اسلام اور اسلامی چیزوں کو یورپ کی عینک سے دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی اسلامی چیز کے فوائد کی نسبت یورپ کی تصدیقات اور اس کی شہادات سامنے آجائیں تو مسلمانوں کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی بڑے بڑے دینداروں کو کہتے سنا ہوگا اجی حضرت "مسواک کے متعلق فلاں ڈاکٹر نے یہ لکھا ہے" دوسرے صاحب فرماتے ہیں "درست ہے جناب ڈاڑھی کے متعلق جرمنی کے ڈاکٹر کا خیال ہے کہ ڈاڑھی رکھنے سے پائیوریا کے جراثیم پیدا نہیں ہوتے" ایک صاحب فرماتے ہیں۔ "جناب امریکہ کے ڈاکٹروں نے روزہ رکھنے کے یہ یہ فوائد بیان کئے ہیں اور غرض ان سب صاحبان کی یہ ہوتی ہے کہ اب تو اسلام کی صداقت پر یورپ کے ڈاکٹروں نے بھی مہر تصدیق لگا دی ہے اب تو واقعی اسلام سچا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سچ مچ ہی خدا کے پیغمبر تھے۔ دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے اچھے ہیں کہ یورپ نے ان کو اچھا سمجھا ہے۔ ورنہ....

کاش اس وقت کے مسلمان یورپ کی عینک کی بجائے اسلام کو خود اسلامی حیثیت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے پہچانیں۔ بہرحال ماحول کا پلٹ دینا کوئی آسان کام نہیں، بلکہ جتنے دن اس کے بننے اور جتنی قوت اس کے بنانے میں صرف ہوئی ہے اس کے پلٹنے کے لئے اس سے دگنی اور چوگنی طاقت کی ضرورت ہوگی جس میں انتہائی ہوشیاری و تجربہ کاری اور تدبیر و فراست کے ساتھ رفتہ رفتہ تدریجاً تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ذیل کی سطور ناظرین کی دلچسپی کے اور حقانیت اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے جو یورپ کے دلدادہ اور متوالے ہیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا مسٹر جان ڈیون پورٹ Mr John Deven Port لکھتے ہیں کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ متعصب لوگوں نے کیا ہے اور اب بھی کرتے ہیں نہایت ہی سخت غلطی ہے کہ قرآن مجید میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی" کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ محمد کا دین جس کے ذریعے سے انسانوں کے خون یعنی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ فیاضی اور حسن معاش[illegible] دی اور جس کا اس دعوے [illegible] پر ہوا ہوگا۔ مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اس وجہ سے اس کو ان خون ریز تدبیروں کی ضرورت نہ پڑی ہوگی جن کا استعمال بلا استثناء اور بلا امتیاز کے موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کیا تھا۔

۲۔ اسلام ہی سے دنیا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

یہی مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن" Apology for Mohd. & Quran. میں کہتے ہیں کہ "جب اس مسئلہ پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کی جائے تو بجز اس کے کوئی

چارہ نہیں کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاوے اور اس امر میں بھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو سامنے رکھ کر ایک دوسرے کا مقابلہ کیا ہے اور ان پر غور کیا ہے اسمیں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات متردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں کہ "مذہب اسلام کے احکام بہت عمدہ اور مفید مقاصد ہیں" بلکہ سچ پوچھو تو اس بات کے اعتقاد کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ آخرکار مذہب اسلام سے ہی انسان کو فائدہ کثیر ہوگا۔

۳۔ اسلام نے اپنے دشمنوں کو صرف اپنے اخلاق اور اپنی ذاتی قوت سے رام کیا:۔

مسٹر باسورتھ سمتھ صاحب Mr. Boswell Smith لکھتے ہیں کہ "دس سال گزر گئے اور محمدؐ کے اصولِ مذہب باوجودیکہ چاروں طرف سے نہایت سخت اندیشوں اور مزاحمتوں کا دھیان ہو رہا تھا صرف اپنے اخلاقی ذریعوں اور اپ[illegible]ں سے اپنا راستہ صاف کرتے جاتے تھے مگر جس ق[illegible] پیروؤں کی تعداد بڑھتی گئی اسی قدر اسلام کے مخا[illegible] شدد اور ایذا رسانی بھی جو اس کے معتقدین کو برداشت [illegible] پڑتی تھی زیادہ ہوتی گئی اور آخرکار محمدؐ نے یہ پسند کرکے کہ اس کے پیرو نئے مذہب میں داخل ہونے سے ہی ایسے پُر ملال اور کٹھن امتحان میں پڑ جائیں انھیں یہ مشورہ دیا کہ ملک حبش میں جاکر پناہ گزین ہوں۔ مسلمان ہونے سے پہلے عمر بن خطاب بھی مسلمانوں کی اذیت اور مخالفت میں بڑے تیز اور تُند تھے جیسا کہ سینٹ پال St. Paul عیسائی ہونے سے پہلے عیسائیوں کو دکھ دیتے تھے، مگر یہی عمر ایک روز تلوار باندھ کر محمدؐ کے قتل کرنے کے لئے نکلے تو راستے میں ایک شخص نے کہا کہ پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کو تو قتل کرو جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر عمرؓ اپنی بہن کے گھر قتل کے ارادے سے پہنچے اس وقت وہ اور اس کا خاوند قرآن پڑھ رہے تھے وہ لوگ عمر کی آہٹ پاکر چھپ گئے عمرؓ نے ان سے بار بار پوچھا کہ کیا پڑھ رہے تھے پھر طیش میں آکر اپنی بہن کو ایسا مارا کہ اس کے سر میں سے خون بہنے لگا۔ آخرکار عہد لیکر اس نے وہ کاغذ ان کو دیدیا تو پڑھتے ہی ایسے متاثر اور متغیر ہوئے کہ قتل کا ارادہ چھوڑ کر محمدؐ کے قدموں پر جاگرے اور مسلمان ہوگئے اور پھر مقدس کعبہ میں آکر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا"

کیا اس واقعہ اور ایسے بیشمار واقعات کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟

۴۔ اسلام نے عیسائیوں کو گمراہی کے گڑھے سے نکالا:۔

پروفیسر مارس صاحب (Prof. Morris) لکھتے ہیں کہ "کوئی چیز رومی عیسائیوں کو اس ضلالت و غوایت و گمراہی کی خندق سے جسمیں وہ گر پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی اس آواز نے جو سرزمین عرب میں جو غار حرا سے آئی جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے اسی آواز نے دنیا میں کیا اور ایسے عمل پیرایہ میں کیا جس سے بہتر ممکن نہ تھا اور ایک سیدھا سادہ پاک صاف مذہب دنیا کو سکھایا جسمیں بقول فاضل محقق گاڈفرے ہگنس صاحب نہ پاک پانی ہے نہ تبرک، نہ قدرت، نہ تصویر۔ نہ سینٹ اور نہ خدا کی ماں سے اس پر داغ لگتا ہے اور نہ اسمیں ایسے مسائل ہیں کہ ایمان بدون عمل کے مؤثر ہو اور نزع کے وقت کی توبہ کام آئے اور نہایت درجہ کی عنایات اور مغفرت اور خفیہ اقرار بکار آمد ہو جن کا نتیجہ یہ ہے کہ اول اول اس دین کے پیروؤں کو بگاڑ دیں اور پھر مقتداؤں کے حوالہ کردیں جو واقع میں ان مسائل سے بھی بدتر اور ناچیز بات ہے

ہمارے نبی کی پیاری باتیں

آپ نے رسالہ کے شروع میں "آفتاب نبوت" کا اجراء پڑھ کر اندازہ لگا لیا ہو گا کہ اس خالص مذہبی جریدہ کی اشاعت سے کارکنان ادارہ کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات سے اہل اسلام کو آگاہ کیا جائے تاکہ مسلمان ان کو اپنا لائحہ عمل بنا کر صحیح معنوں میں اسلام کے فرماں بردار بن جائیں اور دین و دنیا میں عزت و سرفرازی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ لہٰذا اس عنوان کے ماتحت مستقل طور پر ناظرین کرام کے سامنے صحاح ستہ سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو عام فہم اور سلیس زبان میں پیش کیا جائے گا۔ تاکہ یہ زریں اور نایاب دولت صرف خواص تک محدود نہ رہے۔ بلکہ عوام اور خواص دونوں یکساں فائدہ اٹھا سکیں۔ سر دست اس اشاعت میں بطور تمہید احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند باتیں تحریر کی گئی ہیں جن کا مطالعہ حدیث دیکھنے سے پہلے ضروری ہے۔ انشاء اللہ حدیث پاک کا یہ مبارک سلسلہ آئندہ اشاعت سے شروع کر دیا جائے گا۔ ناظرین کرام انتظار فرمائیں۔ .... (مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— (۱) ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اسلامی قانون میں قرآن مجید کے بعد احادیث رسولؐ کا رتبہ سمجھا جاتا ہے یعنی جس سرچشمۂ ہدایت کی زبان فیض سے قرآن مجید کا ظہور ہوا تھا اسی سے احادیث کا ظہور بھی ہوا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن مجید کا ظہور بطور وحی جلی اور احادیث کا ظہور بطور وحی خفی ہوا تھا۔

حدیث کی اہمیت قرآن کی نظر میں

قرآن پاک کے اندر حدیث کی اہمیت کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ترجمہ پ ۱۸ سورۂ نور

سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ پ ۲۸ س حشر

ترجمہ اور جو دے تم کو رسول سو لیلو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حدیث کی اہمیت حضور کی نظر میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہی میں نہ پڑو گے۔ (یعنی اول قرآن دوسرے حدیث) (مشکوٰۃ شریف)

اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اپنی خواہش کو میری لائی ہوئی تعلیمات کے تابع نہ کرے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی مگر جس نے انکار کیا کسی نے عرض کیا حضور! کس نے انکار کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

ایک اور موقع پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے زوردار الفاظ میں مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمھارے پاس صاف اور روشن ملت بیضا لے کر آیا ہوں جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ آج اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا

تارک حدیث کیلئے وعید

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبیؐ کی امت میں اس کے حواری اور متبعین ہوتے ہیں۔ جو اپنے نبی کی سنت پر چلتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر یہ اپنے پیچھے ناخلف اولاد چھوڑ جاتے ہیں۔ جو ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن کے لئے وہ مامور نہیں ہوتے پس تم میں سے جو شخص ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور زبان سے کرے وہ بھی مومن ہے اور دل سے کرے تو بھی مومن ہے۔ اور اگر کسی میں یہ تینوں باتیں نہ ہوں تو اس میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی قوم جب بدعت جاری کرتی ہے تو اتنی سنت اس قوم سے اٹھالی جاتی ہے یعنی اس قدر حدیث پر عمل کرنا ان سے چھوٹ جاتا ہے۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جس نے میری سنت کو ضائع کیا یعنی ایک مرتبہ اتباع کرنے کے بعد چھوڑ دیا۔ اس کے لئے میری شفاعت حرام ہے

اتباع رسولؐ اور احیاء سنت کا ثواب

حضرت بلال بن حارث رضؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے بعد میری کسی مردہ سنت کو از سر نو زندہ کیا۔ (یعنی ایک ایسی سنت کو جس پر عمل کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا ہے دوبارہ رواج دیا) تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جتنا ثواب اس حدیث پر عمل کرنے والے لوگوں کو ملے گا۔

اور فرمایا کہ جو شخص میری سنت (طریقے) سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی اور میرے ساتھ محبت کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جو شخص فساد امت کے وقت (جبکہ بدعت وجہالت کا غلبہ ہو) میری سنت پر عمل کرے گا۔ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کھائے اور میری سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کی ایذا سے بچے رہیں وہ جنت میں ہوگا۔

اور فرمایا جو شخص میری سنت کی حفاظت کرے گا (یعنی میرے طریقے پر رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو چار انعاموں سے نوازینگے۔ نیک لوگوں کے دل میں اس کی محبت ڈالدیگا۔ اور فاجر لوگوں کے دل میں اس کا رعب پیدا کر دے گا۔ روزی میں وسعت کر دے گا۔ اور دین پر استقامت اور پختگی عطا فرمائے گا۔

اتباع حدیث وسنت کا جذبہ صحابہ کرامؓ میں

قرآن مجید کے بعد صحابہ کرامؓ کا محور عمل صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ اس لئے وہ تمام اعمال میں آپؐ کی سنت کا اتباع کرتے تھے۔ حالت سفر میں اگرچہ آپ نے روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے تاہم روزہ سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو آپؐ نے زیادہ تر افطار کی ترغیب دی ہے۔ اس لئے اکثر صحابہؓ شدت سے اس پر عمل کرتے تھے۔ ایک بار ابو بصرہ غفاریؓ مصر سے کشتی میں سوار ہوئے ابھی مصر کے درو دیوار آنکھ سے اوجھل بھی نہیں ہوئے تھے۔

(باقی آئندہ)

جوہر اخلاق

از محترمہ بلقیس بیگم ‐ ‐ ‐ ‐ ‐ ‐ ‐ ‐ علاقہ نمبر ۲ دہلی

خوش قسمت ہیں وہ بچے جن کے والدین تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کو اخلاقی جوہر سے بھی آراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی ایک ایسے اخلاقی ماحول میں پرورش کرتے ہیں جو کہ واقعی ان کے مستقبل کی جنت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ خوش اخلاق ماں کے بچے بڑے ہو کر فلاح ملک و قوم کے علمبردار ثابت ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے نوے فی صدی گھرانے محض اپنی بداخلاق کے سبب تباہ و برباد ہورہے ہیں۔ اور خوش اخلاق گھرانے ہمیشہ جنت کا نمونہ نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک تعلیم یافتہ دولتمند خوبصورت لڑکی اگرچہ بداخلاق ہے تو اپنی سسرال جاکر نہ صرف شوہر اور ساس نند بلکہ خاندان کے کسی فرد کے ساتھ بھی کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتی لیکن ایک خوش اخلاق بدصورت اور غیر تعلیم یافتہ لڑکی اپنی خوش اخلاق کے سبب سنگ دل سے سنگ دل انسان کو بھی اپنی طرف جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے اور اپنے تمام خاندان کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔ غرضیکہ بداخلاقی انسان کی تمام گرانمایہ خوبیوں کو بھی ماند کر دیتی ہے اور خوش اخلاقی کا صرف ایک جوہر انسان کے تمام ظاہری عیوب کو بھی اپنی ضیا میں چھپا لیتا ہے خوش اخلاقی ایک لطیف جذبہ ہے جس کا اثر صحت پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ ایک خوش اخلاق غریب آدمی روکھی سوکھی کھا کر بھی ہمیشہ تندرست اور ہشاش بشاش نظر آتا ہے۔ برعکس اس کے ایک تعلیم یافتہ دولت مند بداخلاق انسان اعلیٰ اقسام کے کھانے کھا کر بھی جلتا ہے۔ اسلئے وہ کمزور، دبلا اور پریشان نظر آتا ہے۔

خوش اخلاقی نہ صرف تعلیم یافتہ لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ گاؤں دیہات کے لوگوں میں بھی نظر آتی ہے۔ انسان کی ناکامیوں کی وجوہات میں سے اکثر بیشتر جہالت سے زیادہ بداخلاقی ثابت ہوئی ہے چونکہ بداخلاق آدمی کے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔ اور خوش اخلاق کے دوست زیادہ اور دشمن کم ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان کی بداخلاقی بڑے سے بڑے آدمی کو ذلت کی انتہائی گہرائی میں پہونچا دیتی ہے لیکن ایک ادنیٰ درجہ کا انسان اپنی خوش اخلاقی کے سبب اپنے معیار کو اس قدر بلند کر سکتا ہے۔ کہ اس کے دشمن بھی حیرت زدہ ہو کر اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی شہرت لازوال ہو جاتی ہے۔ فی زمانہ مسلمانوں کو خوش اخلاقی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ خوش اخلاقی ہمیشہ اور ہر موقعہ پر ایک قیمتی ہتھیار ثابت ہوئی ہے مثال کے طور پر آپ یورپ کو لیجئے ہندوستان میں جو کچھ ترقیات ہوئی ہیں وہ صرف خوش اخلاقی کی اسپرٹ ہے۔ اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ اسپرٹ اصلی ہے یا نقلی۔ بظاہر خوش اخلاقی کی اسپرٹ اہل یورپ میں موجود ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اخلاقی قوت سے مسلمان سب سے زیادہ طاقت ور ہوتے۔

چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ خوش اخلاقی کی طاقت سے دشمنوں کو دوست بنایا اور باطل کو نیست و نابود کیا ہے لیکن آج ہم ہندوستانی مسلمان اپنی حالت کا جائزہ لیں اور ٹھنڈے دل و چشم بینا سے غور کریں تو ہم کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اب بھی وقت ہے کہ اسلامی تاریخ کے اوراق کو الٹ کر دیکھیں۔ اور فی الحقیقت یہ سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ وہ کونسی طاقت تھی جس کے آگے بڑے بڑے حکمران مدبروں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ تو پھر ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ صرف

اخلاقی قوت تھی۔ ہمارے ساتھ کسی کا سلوک کیسا ہی کیوں نہ ہو لیکن ہمارا سلوک سب کے ساتھ اچھا ہونا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن کریم میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر میں یہاں ایک دو روایتیں تحریر کرتی ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ اخلاقی جوہر کیا ہے۔ ؟

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں یہودی مہمان آیا۔ مذہبی تعصب کی بنا پر رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر نجاست پھیلا کر فرار ہو گیا۔ اتفاق سے بھاگتے میں اپنی تلوار سے جانی بھول گیا۔ اپنی تلوار واپس لینے کے لئے لوٹا تو دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بستر کی نجاست خود اپنے دست مبارک سے صاف فرما رہے ہیں۔ وہ یہودی اسی وقت کلمہ توحید پڑھکر مسلمان ہو گیا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ ایک یہودی کا معمول تھا کہ اپنے گھر کا تمام کوڑا کرکٹ جمع کر کے رکھتا تھا جس وقت ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس کے گھر کی طرف ہوتا تو وہ تمام جمع شدہ کوڑا آپ کے اوپر ڈالدیتا تھا ایک روز آپ کا اس راستہ سے گذر ہوا تو کوڑا نہ ڈالا گیا۔ اس پر آپ حیران ہوئے کہ آج کیا ماجرا ہے جو کوڑا نہیں ڈالا گیا۔ آپ فوراً اس کے مکان پر خیریت دریافت کرنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وہ یہودی بیمار ہے۔ آپ نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی۔ اور کہا کہ میں اندر آنے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ مزاج پرسی اور تیمارداری خود کروں۔ یہودی نے اندر بلا کر اس اخلاقی قوت کے آگے سر جھکا دیا۔ اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس قسم کے ہزارہا اخلاقی جوہر اب تک موجود ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں ستاروں کی مانند روشن نظر آتے ہیں۔ میری ہستی کسی قابل نہیں ہے اور میں کیا تحریر میں لکھ سکتی ہوں۔

ادارہ تبلیغ الاسلام نے یہ ماہنامہ رسالہ آفتاب نبوت اس لئے جاری کیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا نور ماہ بماہ اہل دنیا پر برستا رہے۔ اور خصوصاً مسلمان اس نور سے فیضیاب ہو کر ملک اور اسلام دونوں کی خدمت کریں۔

جب اسلامی حکومت تھی

(از جناب حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مبلغ اسلام و رکن ادارہ)

اسلام کی دوسری صدی کا دور دورہ ہے زمانہ رد و بدل کی وجہ سے علم اور اہل علم نے مدینہ اور شام کو چھوڑ کر بغداد جیسے عظیم الشان شہر کو مرکز بنا کر مخلوق خدا کو فیض پہنچانا شروع کر دیا ہے اگر ایک جماعت حدیث لکھ رہی ہے تو دوسری فقہ کو مدون کر رہی ہے اگر علماء و صلحا درسگاہوں میں بیٹھ کر زبان و قلم سے اسلام کا کام انجام دے رہے ہیں تو مشائخ اور صوفیہ کرام پھر پھر کر کفر و الحاد کی زنجیروں کو توڑنے میں پورا پورا زور خرچ کر رہے ہیں۔ اگر ایک طرف مجاہدین اسلام اپنی جسمانی اور روحانی قوتوں کو صرف کرکے کفر و شرک کی طاقتوں کو کچل رہے ہیں تو دوسری طرف سلاطین اسلام اپنی عدل گستری اور رعایا پروری فیاضی اور اخلاقی قوت کے ذریعے بنی آدم کو اسلام اور اسلامی اصول کی طرف مائل کر رہے ہیں اسی خیر و برکت کے زمانے میں خلیفہ ہارون رشید کا بیٹا مامون رشید مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور اپنے عدل و انصاف کے ذریعے ملک اور اہل ملک کو آباد اور مالا مال کر دیتا ہے۔ اگر کوئی عالموں کی مجلس میں جاتا ہے تو وہاں بھی مامون کے عدل و انصاف کا چرچا سنتا ہے اور اگر عوام کی مجلس میں گزر ہوتا ہے تو وہاں بھی خلیفہ کے اوصاف حمیدہ سے عوام کی زبان کو مشغول پاتا ہے۔ اگر ایک طرف ظالموں کو پوری پوری سزائیں دی جاتی ہیں تو دوسری جانب مظلوموں کی ہر طرح دلجوئی بھی کی جاتی ہے غرضیکہ بچے سے لے کر بوڑھے تک بلا تفریق مذہب و ملت خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ آج بھی ہم ناظرین کو اپنی پہلی ملاقات میں جبکہ عدل کے نام لیواؤں نے انسانیت سوز مظالم پر کمر باندھ رکھی ہے اور بھیڑیوں کی طرح انسان کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اسی خلیفہ مامون کے عدل کا ایک چھوٹا سا نمونہ پیش کرتے ہیں :-

" ایک شکستہ حال بڑھیا خلیفہ مامون کے دربار میں آئی اور آتے ہی کہنے لگی کہ ایک ظالم نے میری جائداد چھین لی ہے خلیفہ مامون نے پوچھا کس نے چھینی ہے اور وہ کہاں ہے بڑھیا نے اشارہ سے بتایا کہ وہ دشمن آپ کے پہلو میں موجود ہے مامون نے جو مڑ کر دیکھا تو اس کا بیٹا عباس تھا۔ دیکھتے ہی وزیر کو حکم دیا کہ عباس کو بڑھیا کے برابر لیجا کر کھڑا کر دو۔ وزیر نے تعمیل حکم کر دی اور جب رعایا کی کمزور بڑھیا اور خلیفہ کے ولی عہد ایک صف میں کھڑے ہو گئے تو خلیفہ نے دونوں کے بیانات سنے۔ شہزادہ بیان دیتے ہوئے رک رک کر آہستہ آہستہ گفتگو کرتا تھا۔ لیکن بڑھیا بے دھڑک اور بلند آواز سے مسلسل بیانات دے رہی تھی وزیر نے بڑھیا کو روکا کہ خلیفہ کے سامنے چلا چلا کر بولنا بے ادبی اور گستاخی ہے خلیفہ مامون نے غصہ کے ساتھ زور سے کہا کہ خبردار بڑھیا کو مت روکو اس کو آزادی ہے کہ جس طرح چاہے آزادی سے بولے سچائی نے اسکی زبان کو تیز اور جھوٹ نے عباس کو گونگا بنا دیا ہے۔ جب بیانات ختم ہو گئے تو فیصلہ بڑھیا کے حق میں دیدیا۔ اور عباس سے جائداد واپس دلائی اور بڑھیا کو ایک معقول رقم بطور جرمانے کے بھی دلائی گئی ۔

(ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر مولانا محمد ادریس انصاری نے آرمی پرنٹنگ میں چھپوا کر ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار دہلی سے شائع کیا) ۔